اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / چوتھا اجلاس (چوتھی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعۃ المبارک مورخہ 17 / مئی 2024ء بمطابق ۸/ ذیقعد ۱۴۴۵ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	مشترکہ قرارداد نمبر 06۔	05
4	قرارداد نمبر 09۔	34

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعۃ المبارک مورخہ 17/مئی 2024ء بمطابق ۸/ذیقعد ۱۴۴۵ھ۔

بوقت صبح 11 بجکر 50 منٹ پر زیرصدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

یَسۡـَٔلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَۃِ ط قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰہِ ط وَ مَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ تَکُوۡنُ قَرِیۡبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰہَ لَعَنَ الۡکٰفِرِیۡنَ وَاَعَدَّ لَهُمۡ سَعِیۡرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَاۤ اَبَدًا ج لَا یَجِدُوۡنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیۡرًا ﴿۶۵﴾ یَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوۡهُهُمۡ فِی النَّارِ یَقُوۡلُوۡنَ یٰلَیۡتَنَاۤ اَطَعۡنَا اللّٰہَ وَ اَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا ﴿۶۶﴾

﴿پارہ نمبر ۲۲ سُوۡرَۃُ الاحزاب آیات نمبر ۶۳ تا ۶۶﴾

ترجمہ: لوگ تجھ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں تُو کہہ دے کہ اُس کا علم تو اللہ ہی کو ہے اور تجھے کیا خبر بہت ممکن ہے کہ قیامت بالکل ہی قریب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور اُن کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کررکھی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے کوئی حامی اور مددگار نہ پائیں گے۔ اُس دن اُن کے چہرے آگ میں اُلٹ پلٹ کئے جائینگے حسرت اور افسوس سے کہیں گے کاش کہ ہم اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ. نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم.

میر علی مدد جتک (وزیر زراعت وکوآپریٹوز): thank you جناب اسپیکر! پچھلے اجلاس کے دوران ہمارے مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب، چیف آف گوادر نے جو ٹائم کی پابندی کا یہاں اسمبلی میں بڑی جذباتی تقریر کی، ماشاءاللہ آج خود نہیں ہیں، تو براہِ مہربانی جرمانہ مولانا صاحب سے شروع کر کے۔۔۔

جناب اسپیکر: آنریبل منسٹر صاحب! انہوں نے رخصت کی درخواست دی ہے۔

وزیر زراعت وکوآپریٹوز: اچھا! اور جنہوں نے نہیں دی ہے اُن کو جرمانہ کریں، جو نہیں آئے اُس کو کم از کم دس روپے سے لے کر کچھ۔۔ ہاں۔۔

جناب اسپیکر: done, done, thank you، جَزَاکَ اللّٰہ. نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. ۔سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں پلیز۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر لیاقت علی لہڑی صاحب اور مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب نے آج سے تا تا اختتام اجلاس رخصت منظور کرنے کی درخواستیں دی ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں۔ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار فیصل خان جمالی صاحب، جناب بخت محمد کاکڑ صاحب، پرنس آغا عمر احمد زئی صاحب، ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی صاحبہ اور محترمہ سلمٰی بی بی صاحبہ نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں دی ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں۔ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب اسپیکر: thank you. جی میڈم۔

محترمہ ہادیہ نواز: میں سی ایم صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جس اَحسن طریقے سے اُنہوں نے زمینداروں کا جو دھرنا تھا، اِن کا مسئلہ حل کیا جو کہ ٹیم اُنکے ساتھ گئی، جو منسٹرز اُن کے ساتھ گئے، جس احسن طریقے سے اُنہوں نے یہ مسئلہ حل کیا ہے وہ خراجِ تحسین کے حقدار ہیں۔

جناب اسپیکر: thank you میر شعیب نوشیروانی صاحب! منسٹر فنانس، جناب صادق سنجرانی صاحب، میر زابد علی ریکی صاحب اور جناب غلام دستگیر بادینی صاحب میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 06 پیش کریں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو: سر! لورالائی میں جوانوں کو شہید کیا گیا ہے، سب سے پہلے اِنکے لیے فاتحہ کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی مولوی صاحب! پلیز۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: رحمت صالح صاحب! قرارداد پیش ہو چکی ہے، وہ معزز رکن پیش کرنے لگے ہیں۔ قرارداد کے دوران بنتا نہیں ہے، اِنشاءاللہ کریں گے۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مشترکہ قرارداد نمبر **06**۔ یہ کہ رخشان ڈویژن جو چاغی، واشک، خاران اور نوشکی اضلاع پر مشتمل ہے، جہاں میڈیکل کالج کی سہولت میسر نہ ہونے کے باعث علاقے کے غریب طلباء وطالبات کو میڈیکل کی تعلیم کے حصول کے لیے کوئٹہ اور ملک کے دیگر صوبوں میں جانا پڑتا ہے۔ وسائل کی عدم دستیابی کی بنا اِنہیں سخت مشکلات درپیش ہیں، لہذا رخشان ڈویژن کے طلباء و طالبات کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ایوان صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ شہید سالار میڈیکل کالج بمقام خاران کے نام سے میڈیکل کالج کے قیام کی بابت فوری طور پر ضروری اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائے تاکہ علاقے کے طلباء و طالبات میں پائی جانے والی بے چینی اور احساس محرومی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

جناب اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 06 پیش ہوئی، کیا محرکین اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 06 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

میر زابد علی ریکی: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ thank you جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب! تقریباً چھ سات سال ہو رہے ہیں جو رخشان ڈویژن کا قیام عمل میں آیا ہوا ہے، یہاں کچھ آفس ابھی تک نہیں ہیں ہم نے فنانس منسٹر سے بھی یہی کہا تھا کہ رخشان ڈویژن میں جتنی سہولت ہوتی ہیں، خاص طور پر اُن کا جو ہیڈکوارٹر ہے خاران، تو kindly اِس کو جتنا ہو سکے ابھی جیسے آپ کا میڈیکل کالج آیا ہے ہمارے جتنے طلباء و طالبات جو آپ کے واشک، نوشکی، چاغی، خاران کے، کوئٹہ یا کسی اور جگہ میں جاتی ہیں تو اس کالج کا قیام خاران میں ہونا لازمی ہے جناب اسپیکر صاحب! اِسی حوالے سے ہم پوری اسمبلی کے خاص طور پر قائد ایوان ہمارے وزیر اعلیٰ بلوچستان صاحب بیٹھے ہیں اگر یہ ہو سکے اِنشاءاللہ نے زندگی دی تو اِس قرارداد کو تمام ہمارے ممبران صاحبان بیٹھے ہیں، اِس پر بات بھی کریں اور یہ صرف رخشان نہیں ہے آس پاس کے جتنے ہمارے طلباء وطالبات پڑھنے آتی ہیں تو یہ سب کے مفاد میں ہے۔ تو اِسی حوالے سے مَیں نے حمایت بھی کی اور ہم لوگ خود لائے ہیں تو جناب اسپیکر! تمام ہماری اسمبلی کے جتنے بھی ممبران بیٹھے ہوئے ہیں اِس قرارداد کو دیکھ لیں اور اِس کو بھرپور طریقے سے پاس کریں۔ thank you

جناب اسپیکر: شکریہ۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: جناب اسپیکر صاحب! مَیں اِس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی ایک تجویز دیتا ہوں کہ اِس قرارداد میں جو تجویز پیش کی گئی ہے اُس کے ساتھ دو مزید میڈیکل کالجز کے کھولنے کی بھی مَیں تجویز دیتا ہوں۔ جناب عالی! ایک بولان یونیورسٹی آف ہیلتھ اینڈ سائنسز میڈیکل کالج کوئٹہ اور دوسرا ژوب میڈیکل کالج۔ جناب عالی! بلوچستان کے تمام ڈویژنز میں لورالائی، تربت، خضدار میں already میڈیکل کالج قائم ہے اور نصیر آباد میں بھی under process ہے۔ تو ساتھ ہی ژوب میں بھی ایک میڈیکل کالج کے قیام کی منظوری کے لیے مَیں ایک تجویز دیتا ہوں۔ کیونکہ یہ بھی ڈویژن ہے افغانستان، اور ہمارے وزیرستان ڈیرہ اسماعیل خان اِن بارڈرز سے ملتا ہے اور بہت دور دراز علاقے ہیں۔ کیونکہ ایک میڈلکل کالج کے قائم ہونے سے وہاں کے لوگوں کو بہترین health facilities ملتی ہیں وہاں کا hospital improve ہو جاتا ہے وہاں پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسر چلے جاتے ہیں اور دوسرا ٹیچنگ اسٹاف اور hospital بھی ایک teaching hospital declare ہو جاتا ہے اور وہاں بہترین facilities ہمارے مریضوں کو ملتی ہیں۔ اور دوسرا جو ہمارا میڈیکل کالج ہے یہ جو بولان یونیورسٹی ہے، اِس سے related ہے۔ سر! یہ یونیورسٹی 2014ء میں وجود میں آئی ہے لیکن ابھی تک اِس یونیورسٹی کو اتنی توجہ نہیں دی گئی ہے جتنی دینی چاہیے۔ جناب اسپیکر صاحب! اب ہمارا لاہور ڈویژن جس کی آبادی 13.50 million ہے اور ہمارے بلوچستان کی آبادی 14.89 million ہے۔ لیکن یہاں بلوچستان کے سب سے یہ پہلی یونیورسٹی ہے اور شاید آخری یونیورسٹی ہوگی۔ لیکن اِس ڈویژن میں کوئی میڈیکل کالج نہیں ہے 2020ء میں بولان میڈیکل کالج کو بھی وہاں سے جُدا کیا گیا ایک اور میڈیکل، بولان میڈیکل یونیورسٹی، کالج کے نام سے ایک کالج کی منظوری دی گئی۔ اور اِس کالج کیلئے 2020ء میں پوسٹیں بھی advertised کی گئیں جو کہ ڈھائی سو ٹیچنگ اسٹاف اور ڈیڑھ سو دوسرے related staff کی تھیں۔ لیکن unfortunately کچھ عناصر کی وجہ سے اِن پوسٹوں کو ہائی کورٹ نے stay کر دیا گیا۔ سر! اگر یہ پوسٹیں دی جاتیں اور اس وقت ایک میڈیکل کالج قائم ہوتا اور اِس کے لیے زمین بھی خریدی گئی ہے جو کہ 500 ایکڑ پر محیط ہے جس سے 40 ایکڑ ہمارے سدرن کمانڈ نے free of cost دی تھی لیکن ابھی تک یہ stay ہے تو اِس کالج کے open ہونے سے یا اِس کالج پر کام شروع کرنے سے ہمارے تقریباً ڈھائی سو کے قریب گریڈ 17 سے گریڈ 21 تک بہت سے ڈاکٹر اِس میں سروسز دے دیتے اور ہمارے مریضوں کو بہت زیادہ فائدہ پہنچتا لیکن unfortunately یہ ابھی تک process نہیں ہوا ہے اور stay ہے۔ تو اِس سلسلے میں یہاں اگر ایک تین یونیورسٹیز لاہور کے ایک ڈویژن میں ہیں اور ہمارے بلوچستان جس کی چالیس یا چوالیس فیصد پاپولیشن یا رقبہ جو ہے پورے پاکستان کا ہے۔ اور بہت دُور دراز سے لوگ آ کر کے اس سے مستفید ہوں گے۔ تو اِس لیے مَیں گورنمنٹ سے یہ

گزارش کرتا ہوں کہ اِس میڈیکل کالج کو open کرنے کے لیے اپنی بھرپور صلاحیتیں لائیں۔اور دوسری بات یہ ہے کہ اِس کے کام کرنے سے یا اِس پر کام شروع ہونے سے ہمارے ڈاکٹرز، ہمارے مریض، سارے مستفید ہوں گے۔ ہمارے پاس بہت اعلیٰ qualified ڈاکٹرز بیٹھے ہوئے ہیں جو کہ یہاں سروسز دیں گے۔ جناب عالی! اِس کے ساتھ ہی ہماری جو دوسری یونیورسٹی کے قائم ہونے سے ہماری مختلف روڈوں پر ہمارے پیرامیڈیکل کے لیے ہماری نرسز کے لیے ہمارے دوسرے سٹاف کے لیے چھوٹی چھوٹی بلڈنگوں میں کالج قائم ہیں اِس یونیورسٹی کے قائم ہونے سے یہاں ہیلتھ سے جتنے بھی related ڈیپارٹمنٹس ہیں وہ یہاں کام شروع کردیں گے جو ایک جگہ پر ہوں گے اور یہ ایک بہترین اور مثالی یونیورسٹی بلوچستان کے لوگوں کے لیے ثابت ہوگی۔ اِس لیے میں جناب! سے گزارش کرتا ہوں کہ گورنمنٹ جتنا ممکن ہو سکے اِس پر توجہ دے ایوان میں جتنے ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں اسپیشلی جو ہمارے سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اِس میں اگر دِلچسپی لیں تو یہ بلوچستان کے لیے ایک بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔ Thank you very much.

جناب اسپیکر: thank you جناب۔ جی please یونس عزیز زہری صاحب۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر صاحب! ایک تو یہ کوشش ہم کریں کہ جو قرارداد ہے ہم اس پر بات کریں آج ویسے بھی جمعہ کا دن ہے تو اُسی موضوع پر بات کریں اور اُسی قرارداد پر اگر بات ہو تو زیادہ بہتر ہوگا تاکہ دوسری چیزوں کو کل یا پرسوں کے لیے رکھ لیں تو زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ 1 بجے یہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے۔ تو اِس چیز کا بھی ہم نے خیال رکھنا ہے۔ یہ قرارداد جو شعیب نوشیروانی صاحب، زابد علی ریکی، دستگیر صاحب اور دوسرے دوستوں نے پیش کی ہے مَیں اِس کی مکمل حمایت کرتا ہوں اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے، کیونکہ رخشان ڈویژن ہم لوگ کا سب سے بڑا ڈویژن ہے بلوچستان کا اور اس ڈویژن میں ابھی تک کوئی ایسی یونیورسٹی بھی نہیں ہے اور ایسا کوئی کالج بھی نہیں ہے کہ رخشان ڈویژن کے لوگوں کو وہاں سے relief مل سکے اور میڈیکل کالج کے لئے اِنہوں نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اس کی حمایت کرتا ہوں اور ہماری کوشش یہ ہے کہ اور سی ایم صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے بھی ایجوکیشن میں interest رکھتے ہیں اِنشاء اللہ وتعالیٰ مجھے اُمید یہی ہے کہ یہی سی ایم صاحب کے دُورانیہ میں اِس کی منظوری دی جائے گی اور مَیں اِس کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you۔ جی بادینی صاحب۔

جناب عبدالمجید بادینی: محترم اسپیکر صاحب! مَیں قرارداد نمبر 6 کی بھرپور حمایت کا اعلان کرتا ہوں جماعت اِسلامی کی طرف سے۔ میری خواہش ہے جس طرح رخشان میں یونیورسٹی اور میڈیکل کالج کی ضرورت ہے میری خواہش ہے کہ پورے بلوچستان کے ہر ڈویژنل ہیڈکوارٹر میں ایک میڈیکل کالج، ایک یونیورسٹی اور ایک انجینئرنگ کالج ہونا

چاہیے۔نصیرآباد کے 25 لاکھ لوگوں کے لیے ایک یونیورسٹی بھی وہاں نہیں ہے۔میڈیکل کالج اگر بنایا بھی جارہا ہے تو ڈیرہ اللہ یار شہر سے، ڈیرہ مُراد شہر سے تقریباً 20 کلومیٹر دور جنگل اور بیابان میں۔تو اِن چیزوں کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔ حاجی علی مدد صاحب خود وہاں سے تعلق رکھتے ہیں تو وہاں ہمارا جو ڈیرہ مُراد شہر ہے اُس کے قریب ہزاروں ایکڑ سرکاری زمین پڑی ہوئی ہے پھر بھی اپنی زرعی یونیورسٹی اور اپنا میڈیکل کالج نوتال کے مقام پر بنائے جارہے ہیں۔تو اِن چیزوں کا بھی نوٹس لیا جائے اور نصیرآباد کے لیے ضروری ہے کہ وہاں ایک یونیورسٹی اور ایک میڈیکل کالج اور ایک انجینئرنگ کالج کی سخت ضرورت ہے۔جزاک اللہ۔

جناب اسپیکر: thank you۔جی minister for revenue

میر محمد عاصم کُرد گیلو (وزیر محکمہ مال): مہربانی اسپیکر صاحب۔اپنے colleagues نے جو قرارداد کی ہے اِس کی مکمل حمایت کرتا ہوں اِن سے میں request کرتا ہوں اب اِس قرارداد میں جیسے ہمارے بھائی کہہ رہے تھے نصیرآباد ڈویژن میں کوئی بھی کیڈٹ کالج نہیں ہے اور میڈیکل کالج بھی نہیں ہے۔اگر اِس طریقے سے رخشان ڈویژن کو دے دیں تو بہتر ہے ہم اُس کے لیے دُعاگو ہیں اللہ اِس کو میڈیکل اور جس کے ساتھ ساتھ ہمارے جو نصیرآباد ڈویژن ہیں 14 districts ہیں اُن میں بھی کوئی کالج نہیں ہے، یہاں کو پورسے شروع ہو کر سندھ تک کوئی بھی میڈیکل کالج نہیں ہے، نہ انجینئرنگ کالج ہے جو ہمارے colleague کہہ رہے تھے اور اُس کے ساتھ ہمارے ضلع کچھی میں کوئی بھی کیڈٹ کالج نہیں ہے سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں شاید ہماری بات کو نہیں سن رہے ہیں مَیں اِن سے بھی request کروں گا کہ یہ ہمارے نصیرآباد ڈویژن میں اپنے بھائیوں colleagues سے بھی کہتا ہوں اِس میں اگر نصیرآباد دویژن کو add کیا جائے تو آپ لوگوں کی مہربانی ہوگی اور آپ سے بھی کہ اِس میں نصیرآباد ڈویژن کو بھی add کریں۔

جناب اسپیکر: آپ اپنا نام اِس میں add کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر محکمہ مال: جی ہاں add کرنا چاہتے ہیں۔اِسی میں add کریں تو بہتر ہے۔

جناب اسپیکر: دیکھیں سر! وہ بعد میں کریں گے آپ فی الحال اِسی پر جو قرارداد آئی ہے اُس کے متعلق آپ اُسکی حمایت یا اُسکی مخالفت میں آجائیں باقی بعد میں کریں گے انشاء اللہ۔thank you۔جی غلام دستگیر بادینی صاحب۔

میر غلام دستگیر بادینی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! آج جو قرارداد پیش کی گئی ہے رخشان ڈویژن، شہید سالار کے نام سے، مَیں جناب اسپیکر صاحب! اِس کی بھرپور حمایت کا اعلان کرتا ہوں۔اور مَیں ضروری سمجھتا ہوں، شاید یہ کہوں کہ اگر خاران اور چاغی کو ملایا جائے تو KPK سے بڑا ہے اگر نوشکی اور واشک کو ملایا جائے یہ KPK سے بڑا ہے۔جیسے کہ میں نے سنا ہے کہ KPK before عمران خان نیازی 90 ارب ڈالر کا مقروض تھا ابھی 900 ارب ڈالر سے زیادہ

کا مقروض ہے تو جناب اسپیکر صاحب! جب اِتنا مَیں نے آپ کو رقبہ بتایا کہ جب اِتنا چھوٹا میں کہوں گا کہ صوبہ KPK ہے اور نوشکی، چاغی، خاران، واشک جناب اسپیکر صاحب! یہ پاکستان کا سب سے بڑا ڈویژن ہے۔ چاغی یا واشک ڈسٹرکٹ کو دیکھیں بہت بڑے ڈسٹرکٹ ہیں۔ تو جناب اسپیکر صاحب! یہاں میڈیکل کالج کی اشد ضرورت تھی اور اُس پر ہمارے دوستوں میں یہی زیادہ تر جو ہمارے میڈیکل کالج کے اسٹوڈنٹس ہیں اور آپ یقین کریں جناب اسپیکر صاحب! poverty اِتنی زیادہ ہے کہ غریب لڑکا پڑھنے کے لئے کوئٹہ آ کر اُس میں بہت بڑی دِشواری ہوتی ہے۔ یا یہاں غریب کا بچہ ہے تو اُس کے لئے میرے خیال میں شاید ہو، 100 کلومیٹر best ہے وہاں اپنی ایجوکیشن یا رہائش کا کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ میں سی ایم صاحب سے ریکوئیسٹ کروں گا کہ پہلے جو 2018ء اور 2023ء میں ہر ڈسٹرکٹ میں ڈسٹرکٹ وائز اسپورٹس کمپلیکس شروع کیئے گئے۔ ابھی تک وہ اسپورٹس کمپلیکس میرے خیال میں کسی ضلع میں ساٹھ ایکڑ پر ہے کسی ضلع میں ستر ایکڑ پر ہے تو میری ریکوئیسٹ یہ ہے کہ اِن اسپورٹس کمپلیکس کو کمپلیٹ کیا جائے۔ تاکہ جو یوتھ ہیں اُن کو indoor اور outdoor games بنانے کا سلسلہ 2018ء سے 2023ء کا تھا وہ کمپلیٹ ہوسکیں۔ اسی طرح جناب اسپیکر! لاء کا کالج کے کیمپس ہونے چاہئیں۔ البتہ ٹائم کی کمی ہے مَیں اِس قرارداد کو بھرپور سپورٹ کرتا ہوں۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you.۔ جی minister for agriculture علی مدد جتک صاحب۔

وزیر زراعت وکوآپریٹوز: thank you جناب اسپیکر۔ مشترکہ قرارداد نمبر 6 جو پیش کی گئی ہے میں اپنی جماعت کی طرف سے اِسکی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ کیوں کہ رخشان ڈویژن میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں سب سے بڑا ڈویژن ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہر ڈویژن میں ایک میڈیکل کالج ہو تو میں اِن دوستوں کی پیش کردہ قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو بھی گورنمنٹ ہو جو اچھا کام کرے اُس کو appreciate کرنا چاہیے۔ ہمارے 23 سال پہلے زمیندار کمیٹی کے ممبران، آپ کو یاد ہوگا کہ لکپاس کے قریب اِن کی ریلی پر شیلنگ کرکے اِن کے لوگوں کو شہید کیا گیا مگر کسی بھی حکومت نے اِن کا مسئلہ حل نہیں کیا۔ میں appreciate کرتا ہوں اس صوبائی حکومت کو اور خصوصاً وزیر اعلیٰ بلوچستان کو کہ تین دن کی جدوجہد، جا کر اسلام آباد میں بیٹھ کے اُنہوں نے PM سے مذاکرات کرکے اس غریب صوبے کے زمینداروں کا دیرینہ مسئلہ حل کیا۔ سی ایم صاحب! میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اپوزیشن کے جو ہمارے ماما ہیں لیڈر ہیں ان سے بھی request کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت کی جو اچھی کارکردگی ہو اس صوبے کے لوگوں کی اور زمینداروں کے مفاد میں جو ہم نے اچھے کام کیے ہیں وہ بھی appreciate کریں۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you ۔ minister for food حاجی نور محمد دمڑ صاحب۔

حاجی نور محمد دمڑ (وزیر خوراک): thank you Mr.Speaker۔ جناب! جو مشترکہ قرارداد ہمارے دوستوں کی طرف سے آئی ہے ظاہری بات ہے ہمیں ان کی تو حمایت ہی کرنی ہے۔ میں اپنی طرف سے مکمل حمایت کا اعلان کرتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ میں ضرور اس پر بولنا چاہتا ہوں کہ جتنی بھی قراردادیں یہاں پیش ہوئی ہیں میرے خیال میں کبھی بھی مسترد نہیں ہوئی ہیں۔ پھر اس پرعمل درآمد کہاں تک ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے۔ یا جتنی قراردادوں پرعمل درآمد ہو چکا ہے وہ تو پھر اسمبلی چیمبر ہی ہمیں بتا سکتا ہے اسمبلی ہی بتا سکتی ہے۔ اور ہمیں ہر کسی کو معلوم بھی ہے کہ ہم جب قرارداد لائے ہیں اور کیا اُس قراداد کو پھر عملی جامعہ کبھی پہنایا بھی گیا ہے یا نہیں؟ جناب اسپیکر قرارداد یقیناً بڑی اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ بلوچستان ایک پسماندہ صوبہ ہے خصوصاً تعلیم کے لحاظ سے تمام صوبوں کی نسبت بہت پیچھے ہے۔ صرف خاران یا نوشکی وغیرہ نہیں، ظاہری بات ہے بلوچستان کا ہر ضلع تعلیم کے لحاظ سے بہت پسماندہ ہے۔ میری ایک تجویز ہے اس ایوان کو کہ جناب! ہمارے سی ایم صاحب بھی بیٹھے ہیں تو بلوچستان کی تعلیمی پسماندگی پر ایک خصوصی میٹنگ آل پارٹیز کی بیٹھک بلائی جائے۔ کیوں کہ بجٹ سر پر آرہا ہے تو اس کے لیے ہر ضلع سے اچھی سی اچھی تجاویز آپ اپنے ممبران سے لے سکتے ہیں۔ اور اِن کے حصے سے نہیں، ایک اسپیشل کوٹہ میرے خیال میں جہاں جہاں بھی کالج کی ضرورت ہو، جہاں جہاں بھی میڈیکل کالج کیڈٹ کالج کی ضرورت ہو یا ریذیڈینشل کالجز کی ضرورت ہو۔ میرے خیال سے قرارداد سے کوئی بات نہیں بنتی۔ قرارداد تو کل کوئی اور بھی آسکتی ہے بجٹ کے آنے تک میرے خیال میں ہر ضلع سے ایک ایک قرارداد آجائیگی۔ لیکن پھر آگے دیکھنا یہ ہوگا کہ اس قرارداد کی کتنی اہمیت ہے۔ کیا اُس ضلع میں یا اُس حلقے میں یا اُس ڈویژن میں وہ کالج یا کیڈٹ کالج ہو یا میڈیکل کالج ہو یا کوئی اور ادارہ ہو، کیا وہاں بنانا بھی چاہیے یا نہیں؟ یہاں پر تو ظاہری بات ہے کہ کسی نے بھی کسی کی قرارداد کی مخالفت نہیں کرنی۔ قرارداد میں جتنی بھی حقیقت ہو جتنی بھی اہمیت ہو، لیکن ہم سب مل کے اس کو یہاں تو پاس کرتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں یہ بات بہت اہم ہے، یہ اہم مسئلہ ہے ایجوکیشن کا معاملہ بلوچستان میں، بلوچستان تعلیمی لحاظ سے بہت پسماندہ صوبہ ہے تو ہم سب نے مل کے ہر ضلع کی، ہر ڈویژن کی تعلیمی پسماندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک اہم میٹنگ آل پارٹیز کی یا پارلیمانی پارٹیز کی، پارلیمانی لیڈرز کی یا کیبنٹ میں اس طرح کا کوئی ایجنڈا لا کے زیر بحث لایا جائے کہ کہاں کہاں تعلیمی اداروں کی کمی ہے۔ جہاں اسکول کی کمی ہے کوئی ریذیڈینشل کالج، ریذیڈینشل اسکول ضروری ہے یا کوئی کیڈٹ کالج ضروری ہے میڈکل کالج ضروری ہے۔ اس طرح میرے خیال میں قراردادوں سے مسئلے حل نہیں ہوتے۔ کیوں کہ قرارداد، ہم یہاں کافی قرارداد پاس کیے ہیں، پچھلے سال بھی، تو مجھے آج تک یاد نہیں کہ کسی بھی قرارداد پرعمل درآمد ہو چکا ہے۔ تو میں دوستوں کی قرارداد کی تو حمایت کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ میں ایک تجویز دیتا ہوں اس ایوان کو اور جناب سی ایم صاحب کو کہ وہ ایک میٹنگ اس پر بجٹ سے پہلے بلائیں اور جہاں جہاں جس جس ڈسٹرکٹ میں

بھی کسی تعلیمی ادارے کی ضرورت ہو اُس کو زیر بحث لایا جائے اور آنے والی بجٹ میں سب کی رائے لے کے اور اگر ہو سکے ہمارے وسائل ہمیں اجازت دیں تو میرے خیال میں ہر ضلع میں تعلیمی پسماندگی کو دور کرنے کے لیے وہاں تعلیمی ادارے بنانے چاہئیں۔شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you۔جی محترمہ غزالہ گولہ صاحبہ!

محترمہ غزالہ بیگم گولہ (ڈپٹی اسپیکر): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔thank you جناب اسپیکر صاحب۔مشترکہ قرارداد نمبر 6 کی میں پوری طرح سے حمایت کرتی ہوں۔ وہ اس وجہ سے کہ جناب اسپیکر صاحب بلوچستان ہمارا ایک پسماندہ صوبہ ہے اور رقبے کے لحاظ سے بہت بڑا ہے۔ظاہر ہے کچھ میڈیکل کالجز ہمارے یہاں موجود ہیں جو ہمارے لوگوں کے لیے دور دراز سے آنے والے بچوں کے لیے ناکافی ہیں۔ میں اُس کے ساتھ یہ ضرور کہوں گی جس طرح رخشان ڈویژن کے لیے ہم کہہ رہے ہیں کہ وہاں بالکل ہونا چاہیے۔اس کے ساتھ ساتھ اگر اسی مشترکہ قرارداد میں نصیر آباد ڈویژن کو بھی add کیا جائے تو بہتر رہے گا۔کیوں کہ نصیر آباد ڈویژن بھی جو کہ ایک بہت بڑا ڈویژن ہے۔کیوں کہ ہم سب جتنی بھی پارٹیز کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ہم سب کے مسائل مشترکہ ہیں۔اِسی وجہ سے جو بھی قرارداد آتی ہے اُس کے لئے ہماری یہی کوشش ہوتی ہے کہ اُس کی حمایت کریں۔کیوں کہ وہ کسی پارٹی کے مسائل نہیں ہوتے وہ پورے صوبے کے لوگوں کے مسائل ہیں۔اگر آج رخشان ڈویژن کے لیے اُن کے طلبہ کے لیے بات ہے تو وہ کسی ایک پارٹی کی بات نہیں وہ پورے بلوچستان کے جتنے بھی لوگ ہیں ہم یہی چاہیں گے کہ ہمارے طلبا، غریب طلبا اور دور دراز میں رہنے والے اُن کے لیے ایک آسانی کی چیز پیدا ہو۔تو لہٰذا جناب اسپیکر صاحب! میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتی ہوں اور اُس کے ساتھ ساتھ میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارک باد دیتی ہوں کہ جنہوں نے جو زمیندار ایکشن کمیٹی بیٹھی ہوئی تھی اُنہوں نے جو اتنے دنوں سے اُن کی ہڑتال تھی اُنکے مسائل کا حل نکالا اور ساتھ ہم اُن زمینداروں کا بھی جو ایکشن کمیٹی کے بیٹھے تھے اُن کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُنہوں نے جس طریقے سے بیٹھ کے اور کسی املاک کو نقصان نہیں پہنچایا اور بہت پُرسکون طریقے سے اُنہوں نے اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you میڈم۔جی اصغر ترین صاحب!۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر! دوستوں نے جو قرارداد پیش کی ہے، شعیب جان صاحب نے اور زابد علی ریکی صاحب نے، اِس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! اس ایوان میں قراردادیں بہت پیش ہوئی ہیں، پیش ہو رہی ہیں، آگے بھی پیش ہوں گی۔لیکن ان پر کہاں تک عملدرآمد ہوا ہے۔تھوڑا سا اس کو دیکھا جائے کہ جو قرارداد ایوان میں پیش ہوتی ہے اِس پر تقریباً عملدرآمد ہو تو بہتر ہے۔اور جناب سپیکر صاحب!

یہاں میڈیکل کالج کی بات کی ہے، میری تجویز یہ ہے کہ پورے بلوچستان کا سروے کیا جائے تمام ڈویژنز کا سروے کیا جائے جہاں جہاں ضرورت ہے وہاں وہاں اس پر کام کیا جائے۔ رخشان ڈویژن کی انتہائی اشد ضرورت ہے، ہم بالکل دوستوں کی اس بات کی حمایت کرتے ہیں، قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔ دوسرا جناب سپیکر صاحب! علی مدد جتک صاحب نے ایک بات کی ہمارے زمینداروں کے حوالے سے، بالکل حکومت بلوچستان نے ایک بڑا اچھا اقدام اٹھایا ہے اور جو ہمارے زمیندار سراپا احتجاج تھے، ہمارے سفید ریش، اُن کے مسئلے و مسائل حل ہوگئے ہیں۔ ہم نے اپنی طرف سے بھی اپنی پارٹی کی طرف سے بھی کوشش کی ہے۔ ہمارے حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب اور عثمان بادینی صاحب بھی زمینداروں کے حوالے سے پرائم منسٹر صاحب سے ملے، حکومت سے بھی ملی ہے۔ حکومت ایک خوشخبری لے کے آئی ہے۔ یہ انتہائی احسن اقدام ہے۔ لیکن جناب سپیکر صاحب! یہاں مسئلہ کچھ اور ہے جو 28 ہزار 5 سو لیگل کنکشنز ہیں اِنکو آپ سولر پر منتقل کر رہے ہیں۔ جب آپ کو وفاق 42 ارب 40 ارب جو بھی آپ کو پیسہ دے گا کچھ دس بارہ ارب آپ اپنی طرف سے اسمیں add کریں گے جو لیگل کنکشنز ہیں ان کو آپ facilitate کریں گے ان کے مسئلے مسائل حل ہو جائیں گے۔ تو اُس کے بعد جناب سپیکر صاحب! وفاقی حکومت یا واپڈا وہ یہ ٹرانسفارمرز اور یہ لائن وغیرہ سارے کاٹ لے جائے گی۔ چونکہ آپ کو تو پیسے مل چکے ہیں حکومت بلوچستان جو ڈیمانڈ کر رہی ہے وہ مل چکا ہے۔ تو اُس کے بعد ان زمینداروں کو بجلی دینے یا پھر وفاق کا کام تو نہیں ہے نہ واپڈا کا کام تو نہیں ہے۔ اب جناب سپیکر صاحب! اس میں مسئلہ یہ ہے کہ 11 ہزار تقریباً لیگل کنکشنز ہیں وہ 11 ہزار بھی اسی واپڈا کی جو لائن گزر رہی ہے جو لیگل حضرات واپڈا والے جو لیگل کنکشنز والے ہیں وہ بھی بجلی لے رہے ہیں جو illegal والے ہیں وہ بجلی لے رہے ہیں آج تو legal والے آ کے بیٹھ گئے سراپا احتجاج حکومت سے مطالبات منظور کر لیے ہیں کل illegal والے آ کے ادھر بیٹھ جائیں 11 ہزار کنکشنز والے ،اس کے لیے کیا حکومت کے پاس کیا پالیسی ہے؟ ظاہر ہے کہ پہلے پانی کا لیول اوپر تھا یہ 300 فٹ 400 فٹ پر تھا تو جب پانی کا لیول نیچے چلا گیا۔ بجلی 12 گھنٹے کے بجائے 06 گھنٹے پر آ گئی ہے تو جس ذمہ دار کو ایک ٹیوب ویل کی ضرورت تھی اُس نے دو لگا لیے ہیں۔ جس کی دو تھی اُس نے چار لگا لیے۔ اب جناب اسپیکر صاحب! حکومت کو چاہیے کہ جو لیگل کنکشنز ہیں، یہ second step اس کو رکھیں۔ اور یہ جو لیگل کنکشنز زمیندار حضرات کو بھی facilitate کرے ،اس کے لیے بھی پالیسی بنائے۔ تاکہ کل یہ بھی آ کے سراپا احتجاج ہوں یا سڑک پہ بیٹھے ہوں، کہ جی کہ ہمارا کیا بنے گا۔ شکریہ جناب سپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: thank you جناب۔ جی جناب رَوِی پہوجا۔

جناب رَوِی پہوجا: جناب اسپیکر! جو مشترکہ قرارداد نمبر 6 دوستوں نے پیش کی ہے، مَیں اُس کی پرزور حمایت کرتا

ہوں بالکل، اور جناب اسپیکر! رخشان ڈویژن وہ ڈویژن ہے جہاں سارا آج کل جو انٹرنیشنل میڈیا پر پورے پاکستان کی نظر رخشان ڈویژن پر ہے۔ چونکہ میرا تعلق رخشان ڈویژن سے اور میرا تعلق mines سے، minerals سے، ماربل کی field سے ہے۔ اور جو رخشان ڈویژن میں جس حساب سے investment آ رہی ہے، جس حساب سے لوگ آ رہے ہیں۔ اُس حساب سے ہمیں وہاں ایسے پروجیکٹس کرنے چاہئیں، جس طرح لوگوں کو نظر آئیں، وہاں کے عوام کو نظر آئیں کہ یہاں کام ہو رہا ہے۔ بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: thank you, ۔ جی منسٹر فنانس شعیب نوشیروانی صاحب! آپ اپنی قرارداد کے متعلق کچھ فرمانا چاہیں گے؟

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر! میں ایوان کے تمام دوستوں کا شکر گزار ہوں، اور بڑا ایک بہترین عمل ہے کہ بلوچستان کے مفاد عامہ کے پیش نظر اس طرح کی قراردادوں پر سب یکجا ہیں۔ اللہ پاک کرے کہ بلوچستان کے تمام issues پر یہ ایوان یہ اسمبلی آگے پیشرفت کے لیے اسی طرح اکٹھی ہو۔ تو اس قرارداد کی حمایت میں، میں کہوں سر! اس میں رخشان کے حوالے سے جو اس وقت رخشان کی آبادی ہے۔ اُس کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے جو تقریباً ایک ملین سے زیادہ ہو چکی ہے۔ اور per annual تقریباً اسمیں 8% کا اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ اور اکثر جو ہمارے نوجوان ہیں وہ inter کے بعد ہائیر ایجوکیشن کے لیے جو آگے اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے distance کی وجہ سے پھر وہاں سے نکل کر دور دراز جہاں اُن کو further اپنی کیریئر کی ایجوکیشن جاری رکھنی ہوتی ہے میڈیکل یا انجینئرنگ کے حوالے سے۔ تو وہاں کے expenses جو اُنکے چارجز ہیں، جو رہائشی اخراجات ہیں، یہ دوسرے، تو اُنکے لیے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر اِس پر سروے کیا جائے تو میں بتاؤں اسی طرح یقیناً پورے بلوچستان میں یہ معاملات ہو رہے ہیں۔ جیسے میری بہن نے نصیر آباد کا کہا۔ میرے دوستوں نے دیگر اضلاع کا کہا۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی کچھ مسائل کی نشاندہی کی۔ تو دیکھا جائے تو تقریباً پورے بلوچستان میں اگر جو ہمارے اسٹوڈنٹس ہیں، ایف اے، ایف ایس سی کے بعد drop ہو جاتے ہیں، آگے اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ پاتے، اُن مشکلات کی وجہ سے، اُس travel distances کی وجہ سے یا وہاں جا کے accommodations کی وجہ سے، اُن خراجات کے حوالے سے، تو ایک بڑا مسئلہ درپیش ہوتا ہے، ایک بہت بڑا میرے خیال سے ایک چیلنج ہے کہ اس قدر تعداد میں ہمارے نوجوان اپنی کیریئر کی تعلیم آگے جاری نہ رکھ سکیں۔ تو حکومتوں کا تو سب سے بڑا فائدہ یہی ہے کہ وہ سب سے بہترین جو چیز ہے جو اُن کا مستقبل سنوار سکتی ہے اُنکو آگے facilitate کر سکتی ہے، وہ opportunity دے سکتی ہے وہ تعلیم ہے یا وہ ہیلتھ ہے۔ سی ایم صاحب کا شکر گزار ہوں اُنہوں نے تو پہلے دن سے ہی جو ایمرجنسی لگائی

اور personally وہ ایجوکیشن اور ہیلتھ پر اپنی نگرانی رکھ رہے ہیں اور کام کر رہے ہیں، محنت کر رہے ہیں، وہ appreciable ہے۔ اُس کے علاوہ جو یہ قرارداد ہے اس پر میں اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں اور آپ سے کہ اس کو منظور کر کے آگے اِس قرارداد پر کارروائی ہو۔ جیسے نور دمڑ صاحب نے بات کی یہ بھی ہمیں دیکھنا چاہیے جو قراردادیں ہیں اُن پر عمل بھی ہونا چاہئے، جو بجٹ بنے گا، بجٹ میں میرے خیال سے، جو ہم نے پہلے دن سی ایم صاحب کی سربراہی میں تعلیمی ایمرجنسی کا اعلان کیا۔ تو یہی ہماری کوشش ہونی چاہئے اِس ایوان کی کہ آئندہ کی پی ایس ڈی پی میں بھی ہم اپنی priorities ایجوکیشن اور ہیلتھ سیکٹر کو رکھیں۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you جناب۔ جی جناب اسداللہ بلوچ صاحب۔

میر اسداللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر! اِس قرارداد کی اہمیت اور بلوچستان کی پسماندگی، اِس علم کی دنیا میں جب ہم چیزوں کو ناپتے اور پرکھتے ہیں۔ اگر ان 75 سالوں میں بلوچستان کو تعلیمی لحاظ سے اہمیت دی جاتی تو آج اِس پاکستان کے مختلف اداروں میں بلوچستان کے لوگ بھی بیٹھ سکتے تھے۔ اِس علم کی دنیا میں بلوچستان کافی پسماندہ رہا۔ یہ ایک نئی شروعات ہے۔ آج افسوس کے ساتھ کہ 75 سال بعد ہم ایک قرارداد یہاں پیش کر رہے ہیں اور اُس کا مطالبہ کر رہے ہیں، ریاست، ریاست پالیسی بناتی ہے، جامع پالیسی بناتی ہے، اُس جامع پالیسی کے تحت تمام قوموں کو اکٹھے کر کے آگے جاتے ہیں۔ اس لیے اس میڈیکل کالج کی اہمیت اور اس قرارداد کی یہ جہاں بننے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے وہاں 28 مئی کو ایک ایٹمی بلاسٹنگ کی گئی۔ اور پوری دنیا میں پاکستان کی ایک ایسی شہرت بنائی گئی کہ پاکستان ایک ایٹمی طاقت بن گیا ہے۔ ایٹمی طاقت سے زیادہ علم کا ایٹم بم، علم کی طاقت سب سے زیادہ ہے۔ جنہوں نے علم حاصل کیا وہ آگے گئے، آسمان اور زمین کو چیر پھاڑ کے دنیا میں ترقی کے وہ منازل طے کیے۔ تو آج وہ قومیں معاشی لحاظ سے بھی اور علمی لحاظ سے بھی کافی آگے چلی گئیں۔ اِس امید کے ساتھ میں اپنی پارٹی کی جانب سے اس کو سپورٹ کرتا ہوں کہ ایسی چیزیں بلوچستان میں اہم قرارداد جو آتی ہے اُس کو اہمیت دی جائے۔ اور آنے والے وقتوں میں، آنے والی نسل کو ایک جدید دنیا کے ساتھ، جدید چیلنجوں کے ساتھ مقابلے کے لیے ہماری پالیسیاں ایسی ہوں جو ہم کامیابی کے قدم آگے بڑھائیں۔ thank you جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: thank you جناب۔ جی سنجے کمار صاحب۔

جناب سنجے کمار: بہت بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ میں مشترکہ قرارداد نمبر 6 کی، رخشان ڈویژن میڈیکل کالج کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ اور جناب اسپیکر صاحب! میرا تعلق بھی نصیر آباد ڈویژن سے ہے، اور نصیر آباد ڈویژن 25 سے 30 لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے۔ اور جناب اسپیکر صاحب! رخشان ڈویژن کے ساتھ تعلیم کو عام کرنا تو ہماری حکومت کی پہلی

ترجیح ہے۔تو میری یہی گزارش ہوگی، اس چیز کو بھی add کیا جائے کہ نصیر آباد ڈویژن میں بھی میڈیکل کالج کے ساتھ ایک یونیورسٹی کا قیام بھی ہونا ضروری ہے۔اور میری یہی درخواست ہے کہ تعلیم کو عام کرنے کے لیے ہر ڈویژن میں ایک میڈیکل کالج کا ہونا ضروری بھی ہے اُسکے ساتھ ساتھ یونیورسٹی بھی ہونی چاہیے۔اور ہر ڈسٹرکٹ میں کیڈٹ کالج اور بی آرسی کے طرز کے کالجز کا ہونا بھی ضروری ہے۔میں آپ سب سے درخواست بھی کروں گا کہ اس چیز پر بھی عمل کیا جائے کہ تعلیم کو عام کرنے کے لیے ہر ڈسٹرکٹ میں کیڈٹ کالج اور بی آرسی کالج کا ہونا ضروری ہے، بہت بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you جناب۔آپ سب سے میری گزارش ہے کہ جو بھی آنریبل ممبر بولنا چاہتا ہے وہ kindly جو سیٹ اُسکو allotted ہے وہ مہربانی کر کے اُس پر بیٹھ کر وہاں سے بولا کریں۔ابھی یہاں disturbance ہورہی ہے۔سنجے کمار صاحب! آپ اپنی جگہ پر نہیں بیٹھے ہیں دوسرے حضرات بھی ہیں۔تو مہربانی، آپ سب سے گزارش ہے۔جی جناب زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! قرارداد کے حوالے سے میں اتنا کہوں گا کہ یہ جتنی بھی قرارداد پیش ہوتی ہیں میرے خیال سے آج تک میں نے نہیں دیکھا ہے کے کوئی ایسا نقصان دہ ہو یا خرابی ہو میڈیکل کالج بنناچاہیے پولیٹیکل کالج بننا چاہیے ہر جگہ پہ بی آرسی بننا چاہیے۔یہ تو ترجیحات میں ہوگی ہماری ایجوکیشن کی طرف جو ہم کہیں کہ انکی ترقی ہونی چاہیےاور ہر بچے کو تعلیم دینا چاہیے حمایت کرتا ہوں یعنی کہ حمایت نہیں کرتا conditionally میں کچھ بولنا چاہتا ہوں اس پر کل میں بھی ایک قرارداد لے آؤنگا چمن میں بھی میڈیکل کالج کی ضرورت ہے ٹھیک ہے اور میں لے آؤں گا اور شاید میرے دو تین دوست اور بھی لے آئینگے کہ فلاں جگہ پر بھی میڈیکل کالج کی ضرورت ہے کیڈٹ کالج کی ضرورت ہے کیا ہم نے قرارداد پیش کرنے سے پہلے اس ڈیپارٹمنٹ اور اس شعبے کے جو ماہرین ہیں expert ہیں کیا ان کے ساتھ بیٹھے ہیں کہ جی کیا رخشان ڈویژن میں کتنی ایجوکیشن کی وہ ریشو ہے وہ کتنی ہے کتنے لوگ بی آرسی سے نکل کے کتنے کیڈٹ کالج سے نکل کے کتنے نصیر آباد میں ہیں، کتنے ژوب ڈویژن میں ہیں، کتنے لورالائی ڈویژن میں ہیں، ہم اس کو کس طرح پڑھائیں گے۔میں آپ کو یہ چیز بتادوں یہ نوٹ کرنا چاہیے جب میں فائنانس منسٹر تھا لورالائی میڈیکل کمپلیکس تربت میں تھا اور تین اور جگہ ہمارے ہیں recognized نہیں ہیں ابھی تک وہاں جو لڑکے پڑھتے ہیں ان کی ڈگری کی کوئی اہمیت ہے ہی نہیں۔کیا ہم نے ان کو recognized کر دیا کہ ہم نے ان کو facilities دے دی جوان کو ملنا چاہیے اور کہاں تک ہم نے بی ایم سی کو کامیاب کر دیا اگر ہم ان اداروں پر زیادہ تر توجہ دے دیں جو already exist کرتی ہیں اور ہمارے بچے ان میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں اور ان کو ہم بہترین ٹیچنگ اسٹاف دے سکیں کہ تو کیا وہ

بہتر نہیں ہوگا؟ اگر صرف ہم ووٹ کی بنیاد پر کہ جی میرے حلقے میں مجھ سے لوگ کہیں گے کہ جی میں نے تو میڈیکل کالج کی قرارداد پیش کردی۔ میں نے بی آر سی کالج کی قرارداد پیش کردی مجھے ووٹ مل جائیں گے۔ بابا! آپ اپنی تعلیمی نظام کو تباہ و برباد کررہے ہیں آپ ان بچوں کو تو دیکھ لیں کیا ان کے لیے، اگر میرا بچہ چمن سے نہیں آسکتا تو میں ان کے لیے سکالرشپ کا بندوبست کرلوں میں ان کی accommodation کا بندوبست یہاں پہ کروں وزیراعلیٰ صاحب سے کہہ دوں اور ان اداروں سے کہہ دوں کہ میرا ایک ادارہ موجود ہے اُس میں 50 کی جگہ 100 سیٹیں کردوں۔ رخشان ڈویژن کو 20 سیٹیں اور زیادہ دے دوں۔ اگر وہاں پہ تعلیمی نظام اچھا نہیں ہے اگر میرے چمن میں نہیں ہے قلع عبداللہ میں نہیں ہے لورالائی میں نہیں ہے، ژوب میں نہیں ہے، اُن کو بہترین سے بہترین سہولیات یہاں پہ مہیا کرلوں۔ اور یہاں آپ کے پاس ہر قسم کے جو بہترین سے بہترین educationalists ہیں، وہ کراچی یا کہیں اور جگہ سے بھی آسکتے ہیں بجائے نصیر آباد میں پڑھانے کے لیے بجائے لورالائی، ژوب میں پڑھانے کے لیے یہاں پہ ہمارے پاس facilities ہیں کیا ہم اس چیز کو دیکھا ہے میں دوستوں سے صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں اس قرارداد کو پیش کرنے سے پہلے کیا یہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ یا بی ایم سی کے جو یہاں ایکسپرٹ ہیں ان کے ساتھ بیٹھ کہ جی ہم بنا رہے ہیں اس چیز کو کتنی کامیابی ملے گی میں یہ کہتا ہوں کہ یہ نہیں چمن میں کیا آپ چاہتے ہیں کہ نہیں چاہتے اسپیکر صاحب! شاید ہم بھی چاہیں کہ جی وہاں ایک میڈیکل کمپلیکس بن جائے شاید ہماری بھی خواہش ہو۔ اس کو ہم کتنا کامیاب کرسکتے ہیں۔ میں مخالفت کبھی بھی نہیں کروں گا صرف میں ہی اپنی تحفظات آپ کو بیان کررہا ہوں کہ اگر ہم اس طرح کی قراردادیں پیش کرتے رہیں گے تو اس کی کوئی اہمیت رہے گی بھی نہیں۔ میں آپ کو حقیقت بتارہا ہوں اس کی اہمیت نہیں ہوگی اسی لیے تو ہم قرارداد پیش کرتے ہیں اور پھر بعد میں کہتے ہیں کہ جی اُس طرح قرارداد کی اہمیت ہے ہی نہیں تو ہم نے اس کا criteria اور mechanism نہیں بنایا کسی کے ساتھ ہم بیٹھے نہیں کوئی بیٹھ جائے اس کا طریقہ میں آپ کو ایک کالج کی مثال دوں گا سیالکوٹ میں ایک میڈیکل کالج بن گیا اس کی رجسٹریشن کے لیے وہ جو آدمی تھا وہ میرے ساتھ شیخ خلیفہ کے ڈیپارٹمنٹ میں کام کررہا تھا جس نے یہ بنایا، محمد اسلام نام ہے۔ پانچ سال تک سر! وہ پھرتا رہا اس کو recognize نہیں کرسکا بابا اس کا criteria کسی نہ کسی طرح کرکے ہم نے بلڈنگ بنالی بس کالج بن گیا اور بابا اس کی پوری ایک اپنی requirement ہے اسکو پورا کرنا پڑتا ہے۔ ہم نے ابھی تک وہ نہیں سوچا پانچ سال میرے خیال سے ڈاکٹر شبیر صاحب گواہ ہیں ان سے پوچھیں کہ وہ جو اسلام میڈیکل کالج ہے، کتنے عرصے بعد وہ recognize ہوا۔ اور اُس کو کتنا عرصہ لگا۔ تو اس کی بجائے کہ ہم اس طرح کی قراردادیں پیش کرتے رہیں اور اس کی کوئی اہمیت نہ ہو نہ اس پر فیڈرل غور کرتا ہے، نہ صوبہ۔ تو معزز اراکین اس پہ بیٹھ جائیں اور ایک بہترین سے بہترین قرارداد کی صورت میں صوبے کے مفاد میں اس کو لے آئیں اور حمایت بھی کریں گے اور میڈیکل کالج

اگر بن جائے مجھے اعتراض بھی نہیں ہے اس کے کچھ تحفظات کے ساتھ میں نے اپنا بیان ریکارڈ پر لانا چاہتا تھا بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میں زمرک خان کی بات کی وضاحت کرتا ہوں۔ اُس زمانے میں شاید یہ تینوں میڈیکل کالجز recognized نہیں تھے۔ بھائی اب وہ تینوں recognize ہیں۔ اگر چہ جب آپ فلور پر یہ کہیں گے کہ یہ میڈیکل کالجز recognize نہیں ہیں اور یہ بچوں نے مفت میں یہ ڈگری حاصل کی ہے تو یہ ایک panic پھیل جائے گی۔ مَیں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ چیک کریں یہ تینوں میڈیکل کالجز وہ recognize ہیں یا تو وہ batch to batch کر لیتے ہیں یا مکمل کر لیتے ہیں۔ تو مَیں اِس کی وضاحت اسلیے کی ہے۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ جی ایک منٹ، ایک منٹ۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: پچھلے سال ہوئے ہیں، مَیں پچھلے سال کی بات کر رہا تھا ابھی کی نہیں۔

جناب اسپیکر: thank you جی دستگیر بادینی صاحب۔

میر غلام دستگیر بادینی: جیسے میرے معزز ممبر نے۔۔۔

جناب اسپیکر: Order in the House please.

میر غلام دستگیر بادینی: جناب اسپیکر صاحب! جیسے معزز ممبر نے اس پر بات کی، اس پر مل بیٹھ کر کے، ڈاکٹر صاحب کی باتوں سے میں agree کرتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب! literacy wise اگر ہم جائیں، آپ سب سے پہلے جو چیک کرتے ہیں ground پر، تو وہ ہم literacy wise دیکھتے ہیں۔ یہ میں محسوس کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ literacy wise بلوچستان میں کوئٹہ first ہے۔ second مکران ڈویژن ہے۔ third میں خانوزئی اور پشین۔ اور fourth نوشکی جو رخشاں ڈویژن، جیسے میرے معزز دوست نے کہا کہ اِن چیزوں کو چیک کیا جائے کہ آیا وہاں ایجوکیشن کی کوالٹی کیا ہے یا وہاں literacy کیا ہے۔ تو میں اپنے دوست کے ساتھ یہ share کرتا چلوں کہ literacy wise رخشاں ڈویژن، نوشکی، خاران، چاغی، واشک جو ہمارے چار ڈسٹرکٹس آ جاتے ہیں جناب اسپیکر! literacy wise fourth پر ہیں، بلوچستان کے یہ 36 ڈسٹرکٹس میں۔ تو یہ میڈیکل کالج بہت پہلے بننا چاہیے تھا۔ اگر ابھی بھی بنے گا تو یہ شاید میں سمجھتا ہوں کہ اسکی بلڈنگ بننے میں بھی کئی سال لگ جائیں گے۔ سی ایم صاحب اور منسٹر فنانس بیٹھے ہوئے ہیں اس میں بہت ضروری ہے میں نے جیسے آپ کو KP کی، literacy wise مثال دی۔ بہت ضروری ہے یہاں لاء کالج کے کیمپس ضروری ہیں، ان جیسے میڈیکل کالج اگر یہاں بن جائیں عوام پر ایک صوبے

سے جب ایک ڈویژن ہے بہت ضروری ہے جناب اسپیکر صاحب! لوگ travel کر کے یہاں آنا۔ اور یہاں کوئٹہ تک پہنچنا بہت دُور کی بات ہے۔ تو اس پر میں تھوڑی وضاحت دے رہا ہوں۔ thank you

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: جناب اسپیکر! یہ زور دیا جا رہا ہے کہ بلوچستان میں ڈاکٹرز زیادہ ہیں، اِس لئے ہم مزید میڈیکل کالج نہیں بنا سکتے۔ سَر! میں ایک چیز آپ کے knowledge میں لاؤں، WHO کے مطابق ایک ہزار پرسنٹ پر ایک ڈاکٹر ہونا چاہیے۔ حالانکہ امریکہ وغیرہ میں five hundred persons پر ایک ڈاکٹر ہے۔ ہمارے بلوچستان میں seven thousands پر ایک ڈاکٹر ہے۔ جو کہ ہماری پاپولیشن کے حساب سے یہاں کم از کم پندرہ ہزار ڈاکٹرز کو ہونا چاہیے۔ اِس وقت پاکستان میں پندرہ سو بندوں پر ایک ڈاکٹر ہے جبکہ بلوچستان میں بائیس سو بندوں پر تقریباً ایک ڈاکٹر ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ میڈیکل کالج کھلنے چاہئیں سر! دوسرے جو ہمارے already اس میں میڈیکل کالج کھلے ہوئے ہیں، اچھا ہے ہمارے فنانس منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو میں یہ تھوڑا سا اُن کو گوش گزار کروانا چاہوں گا کہ اِس وقت ہمارے جو میڈیکل کالجز ہیں اس میں چھ، چھ مہینے کنٹریکٹ پروفیسر 20 گریڈ کے، سینئر رجسٹرار یعنی جتنے بھی ٹیچنگ اسٹاف کے لوگ ہیں کنٹریکٹ پر لئے جا رہے ہیں۔ اور چھ مہینے تک، جب چھ مہینے ختم ہوتے ہیں تو اس process میں جب اُن کا جو contract renewal ہوتا ہے اِس میں تین چار مہینے لگ جاتے ہیں جب کہ یہ ڈاکٹر 3 مہینے بغیر تنخواہ کے ہوتے ہیں۔ اور اس وقت میں ایک مثال دیتا ہوں لورالائی میڈیکل کالج کی، کہ 30 جو ٹیچنگ اسٹاف کے سینئر ڈاکٹر ہیں وہ سیکرٹریٹ میں پھر رہے ہیں۔ کبھی فنانس کا چکر لگاتے ہیں کبھی ہیلتھ میں ہمیں 3 مہینے کی تنخواہیں نہیں ملی ہے۔ تو ہم وہاں جا کر کے کیا پڑھائیں گے۔ جو کہ ہمارے بچوں کی نہ فیسیں جمع ہوئی ہیں ہمارے بچوں کی اور بھی ضروریات ہیں۔ تو مَیں request کرتا ہوں کہ یہ جو sanctioned staff کی پوسٹیں ہیں اِن کو کیوں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے advertised نہیں کئے جاتے ہیں؟ جب یہ advertised ہونگی، پوسٹوں پر جب بھرتیاں ہونگی تو یہ لوگ نہ permanent ہو جائیں گے وہاں بیٹھ جائے گے۔ وہاں اپنے بچوں کی ایجوکیشن شروع کریں گے اپنا وہاں کوئی کلینک کھولنا چاہیں جو بھی کرنا چاہے وہاں پر وہ لوگ satisfy، اب چھ مہینے کے لئے جاتے ہیں پھر کبھی contract renew پورے نہیں ہوتا ہے۔ کبھی نہیں ہوتا ہے واپس، تو وہاں بچوں کی پڑھائی بہت زیادہ ضائع ہو جاتی ہے۔ تو اس لئے میری یہ request ہے سر! کہ اِن لوگوں کو۔۔۔۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر فنشریز. kindly order in the House. مہربانی کر کے.

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: میں فنانس منسٹر صاحب سے بھی یہ ریکوئیسٹ کرتا ہوں لوگوں کا جو مسئلہ ہے اُن کو حل کر دیں۔

اور دوسری بات سَر ! یہ جو میڈیکل کالج کی قرارداد پیش ہوئی ہے۔ جو میں نے ڈاکٹروں کی deficiency بلوچستان میں بتا ئی ہے۔ تو kindly یہ میڈیکل کالج پر آپ لوگ وہ اُس پر کام کریں۔ اور اسکی منظوری دے دیں۔ thank you۔

جناب اسپیکر: thank you ڈاکٹر صاحب۔ جی ظہور بلیدی منسٹر فار پی اینڈ ڈی پلیز۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! آج قرارداد جو میر شعیب نوشیروانی، جناب محمد صادق سنجرانی، میر زابد علی ریکی، غلام دستگیر بادینی کی طرف سے جو آئی ہے، یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اِس قرارداد کا تعلق بلوچستان کی تعلیم سے ہے۔ اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ ہمارا تعلیمی نظام بہت ہی خراب ہے۔ اور بہت سی اِس میں خامیاں ہیں۔ ہمارے لاکھوں بچے ابھی تک اُن کو سکول کی سہولت مہیا نہیں ہیں۔ گوکہ آئین نے اس بات کو لازمی قرار دیا ہے کہ سیکنڈری تک پاکستان کا ہر بچہ اُس کو تعلیم دینا ریاست اور حکومت کی ذمہ داری ہے۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب! پنجاب پاکستان کا ہی صوبہ ہے۔ تعلیمی لحاظ سے وہ ہم سے کئی دہائی آگے ہے۔ اسی طرح خیبر پختونخوا بھی تعلیمی حوالے سے ہم سے کافی بہتر ہے۔ پاکستان کے ہر ادارے میں اُن کے لوگ کھپے ہوئے ہیں۔ سندھ بھی ہم سے آگے ہیں۔ اور even کہ فاٹا جو بلوچستان کا تعلیمی پسماندگی میں ایک جیسا تھا۔ وہ بھی کچھ سالوں سے بہت آگے نکل چکا ہے۔ وہاں انسٹی ٹیوشن بننے لگے ہیں۔ لیکن یہ بدقسمت صوبہ ایک تو وسائل کی کمی دوسری پلاننگ کی کمی تیسرا ہم نے ایسے اپنے لئے hurdles and obsticles بنائے ہیں کہ جنہوں نے ہمارے تعلیمی نظام کو منجمد کر کے رکھا ہوا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اگر آپ دُنیا کو دیکھیں، دُنیا میں ہم سے پہلے ہزاروں سال اُنکی یونیورسٹیاں ہیں۔ آپ ہارورڈ کی ہسٹری دیکھیں۔ آپ آکسفورڈ کی ہسٹری دیکھیں۔ آپ جرمنی کے یونیورسٹیوں کی تاریخ دیکھیں، ہر یونیورسٹی آپ کو پانچ سو چھ سو ہزار سال پُرانی نظر آئے گی۔ لیکن بدقسمتی سے جب بلوچستان کی باری آتی ہے تو ہم ایک ایسی فضول discussion میں پڑ جاتے ہیں کہ ہم تعلیمی ادارے بنا کر بچوں کو ڈگریاں تھام کر اِن کو سڑکوں پر لے آئیں گے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! ایک طرح سے یہ discussion اپنی جگہ پر درست ہے لیکن اگر ہم دوسری طرف دیکھیں وہی بچہ اگر تعلیم حاصل نہ کریں تو کیا کریں۔ کیا اُنکو ریاست اور حکومت نے یہ سہولت دی ہے کہ وہ معاشرے میں اُن کو یکساں ترقی اور یکساں opportunities ملیں؟ نہیں دی ہے جناب اسپیکر صاحب! جب ہم یونیوسٹیز کی بات کرتے ہیں۔ جو گوادر میں یونیورسٹی بنائیں، پنجگور میں یونیورسٹی بنائیں رخشان میں یونیورسٹی بنائیں، لورالائی میں یونیورسٹی بنائیں۔ اچانک یہ بات discussion شروع ہو جاتی ہے کہ جی یونیورسٹیاں بنائی گئیں کل یہاں بچے وہ ڈگریاں لے کر کے سڑکوں پر آجائیں گے اور احتجاج کرتے پھریں گے۔ جناب اسپیکر! یہ مسئلے کا حل نہیں ہے اگر ہم سمجھتے ہیں کہ ہم بچوں کو تعلیم دے کے اور اُن کو ڈگریاں دے کے اُن کو سڑکوں پر پھرائیں گے یہ مسئلے کا حل نہیں ہے مسئلے کا حل یہی ہے کہ ہم کوالٹی ایجوکیشن کی

طرف بڑھیں ہم اپنے بچوں کو بنیادی تعلیم دیں پرائمری سے لیکر سیکنڈری تک سیکنڈری سے لیکر کالج تک اور کالج سے لیکر یونیورسٹیز تک اور یہ discussion چلتی آ رہی ہیں صوبے میں جی ہائیر ایجوکیشن انسٹی ٹیوشن ہیں جی یہ بات درست ہے اپنی جگہ پر لیکن یہ بات اُس وقت درست ہے کہ جب بچے کے پاس یونیورسٹی موجود ہو اور وہ کہے کہ میں نے یونیورسٹی میں نہیں جانا ہے میں نے ایجوکیشنل ٹریننگ سینٹر میں جانا ہے میں نے ہنر حاصل کرنا ہے میں نے روزگار کمانا ہے تب یہ تھیوری applicable ہوگی اب رخشاں کے بچے کے پاس یونیورسٹی نہیں ہے یا میڈیکل کالج نہیں ہے ہم اس بات پر بحث کرتے رہیں کہ جی اُدھر یونیورسٹی نہ بنے۔ بھائی رخشان کے بچے کا قصور کیا ہے۔ اُس کا قصور یہ ہے کہ وہ رخشاں میں پیدا ہوا ہے اُس کا قصور یہ ہے کہ وہ چاغی میں پیدا ہوا ہے ہم اس فضول discussion میں پڑھ جاتے ہیں۔ دُنیا میں آپ دیکھیں آکسفورڈ جائیں وہ پوری دُنیا سے سٹوڈنٹس جاتے ہیں وہ سٹوڈنٹس باقاعدہ پڑھ کے اپنے ملکوں میں جا کر serve کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ملک میں یا ہمیں یہ گُر نہیں دیئے ہیں کہ ہم اپنے انسٹی ٹیوشن کو اتنی خوبصورت بنائیں اس کی کوالٹی کو improve کریں کہ ہم بھی کل ڈاکٹر export کریں ہم بھی کل یہاں سے بیٹھ کے دُنیا کو انجینئرز export کریں یہاں بھی ٹیکنیکل لوگ export کریں دُنیا ٹیکنیکل لوگ مانگ رہی ہے یہی گلف اسٹیٹس ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ڈاکٹرز کو بھیجیں، یہی آپ پُوری دُنیا کو کہتے ہیں کہ ہنر مند لوگوں بھیجیں باقیوں کو تو چھوڑیں ہمارے ساتھ انڈیا ایک ہی وقت میں آزاد ہوا ہے آپ اُس کی ایجوکیشن دیکھیں اُنہوں نے آئی ٹی لیول پر کتنی ترقی کی ہے اُنہوں نے میڈیکل فیلڈ میں کتنی ترقی کی ہے۔ اُنہوں نے سائنس کی فیلڈ میں کتنی ترقی کی ہے اور ہم اس بات پر اور اس مخمسے میں پڑے رہیں گے کہ اگر ہم نے کوئی یونیورسٹی بنائی تو ہمارے existing جو وسائل ہوں گے وہ divert ہوں گے یہ کوئی بات ہے یہ کوئی discussion ہے کہ ہم نے شروع کی ہے اگر اُن کو یونیورسٹی چاہیے اُن کو دے دیں۔ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ہر ہزار بندے پر ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ یہ critereia اور manners میں نے اور آپ نے سیٹ نہیں کیا ہے۔ یہ criteria دُنیا نے سیٹ کیا ہے دُنیا نے کہا ہے دُنیا نے اس پر ریسرچ کیا ہے اس پر اُن کی ایک established opinion ہے کہ ایک ہزار بندے پر ایک ڈاکٹر ہونا چاہیے جب ہم یہ بات کرتے ہیں تو لوگ سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں کہ گوادر میں اگر یونیورسٹی بن گئی پنجگور میں یونیورسٹی بنی یا رخشاں میں یونیورسٹی بن گئی نصیر آباد ڈویژن میں یونیورسٹی بن گئی تو ہمارے وسائل کا کیا ہوگا وسائل پیدا کرنے کا کام حکومت کی ہے وسائل پیدا کرنے کا کام ریاست کا ہے ہم بڑھائیں اپنے وسائل کس نے ہمیں رُوکا ہے ہم بڑھائیں اپنے استطاعت کس نے ہمیں رُوکا ہے اور صرف اِس بات کو ہم لے کر یہ کہیں کہ جی وہاں جب ڈاکٹر پیدا ہونگے کل احتجاج کریں گے کہ ہمیں نوکری چاہیے ہم اُس کو بنائے ایسے قابل جناب اسپیکر! جب پنجاب میں شہباز شریف کی پہلی گورنمنٹ آئی تھی 90ء میں اُنہوں نے نقل کلچر بند کر دیا تھا تو ہم

کریں نقل کلچر بند یہاں، ہم پیدا کریں کوالٹی ایجوکیشن ،ہم پیدا کریں وہ بچے جو اپنی محنت پر اپنے بَل بُوتے پر پاس ہوں۔ابھی تک بدقسمتی سے ہم اس مخمصے میں پڑے ہوئے ہیں۔کہ ہمارے جو دس ہزار ٹیچر بھرتی ہونے ہیں وہ SBK کے کریں یا نہ کریں۔جو وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک بیان دیا پُورا شور وغوغا ایک شروع ہوگیا کہ جی پوسٹ کینسل ہوگئی دس ہزار لوگوں کی نوکریاں کی حق تلف ہورہی ہے جناب اسپیکر! یہ نوکریوں کا مسئلہ نہیں ہے یہ ہمارے فیوچر کا مسئلہ ہے یہ ہمارے صوبے کے بچوں کا مسئلہ ہے یہ ہمارے تعلیم کا مسئلہ ہے تو میں اس گزارش کے ساتھ یہ کہوں گا کہ یہ انتہائی مناسب قرارداد ہے ہمیں میڈیکل انسٹی ٹیوشن بنانا چاہیے ہمیں یونیورسٹی بنانی چاہیے۔آگر آج ہم اپنے اداروں کی بنیاد رکھیں گے تو وہ پھر ہمیں پھل 500 سال بعد دیں گے ہمیں 400 سال بعد دیں گے ہماری آنے والی نسلوں کو اُس کا فائدہ ملے گا بشرطیکہ اُس کی فاؤنڈیشن ہم صحیح رکھیں۔شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you۔چلیں، چھوٹی سی گزارش کروں اس میں almost پورا ہاؤس اس قرارداد کے حق میں بول رہا ہے۔لیکن منسٹر فوڈ نے ایک تجویز پیش کی ہے کہ اگر اِس amedment کے ساتھ اس قرارداد کو پاس کیا جائے کہ سارے ڈسٹرکٹس اور ڈویژن لیول کے اُوپر ایجوکیشن already existing institutions ہیں اُسمیں جو بھی ہم بہتری لاسکیں یا مزید ہمیں کوئی اور نئے بنانے پڑیں تو وہ بھی اس کے ساتھ اسمیں شامل کیے جائیں۔اگر ہاؤس کی رائے بنتی ہے تو پھر اِس amendment کے ساتھ اس قرارداد کو پاس کرتے ہیں۔نہیں نہیں،آپ تو بولیں ہیں میرے خیال میں۔جی زمرک خان بولیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: دیکھیں اسپیکر صاحب! ایک تو ہمارے پی اینڈ ڈی کے منسٹر نے کہا کہ ہمیں ایسی فضول باتوں میں اور فضول چیزوں میں نہیں پڑنا چاہیے کہ اس کی مخالفت کریں، شاید اُنہوں نے ہمیں اِس طرح کا وہ دے دیا۔مَیں نے اِس قرارداد کی کبھی بھی مخالفت نہیں کی۔مَیں نے criteria کے مطابق یہ کہا کہ کیا ہم کوالٹی ایجوکیشن وہاں دے سکتے ہیں جہاں ہم نے ،مَیں نے ایک مثال دی میں نے یہ کہا کہ، چلیں ابھی میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ جی چمن میں بھی ایک میڈیکل کالج بننا چاہیے، اِس amendment کے ساتھ یہ بھی شامل کیا جائے۔رخشان میں بھی بالکل بننا چاہیے لیکن آگر ہم یہ دے سکتے ہیں تو پھر بہترین ہے ہمارے پاس وہ وسائل موجود ہیں ہم تنخواہیں بھی دے سکتے ہیں۔ہم وہاں جتنی بھی facilities ہیں وہ دے سکتے ہیں بلوچستان حکومت کے پاس یہ موجود ہے۔آپ KP میں دیکھ لیں کتنے میڈیکل کالج ہیں۔آپ پنجاب میں دیکھ لیں جو 15 کروڑ کی آبادی ہے وہاں کتنے میڈیکل کالج ہیں۔تو میں نے اس بنیاد پر بات کی ہے۔رخشان میں بننا چاہیے میڈیکل کالج بھی بننا چاہیے پولیٹیکنک بھی بن جائے۔میں آج ہی حمایت کرتا ہوں۔یہ نہیں ہے لیکن یہ طریقے سے مطلب اس طرح ٹارگٹ نہیں ہونا چاہیے کہ کسی کی بات کو آپ فضول اور بے مقصد کہیں۔ہم

فضول اور بے مقصد بات نہیں کرتے ہیں۔ ہم ٹیکنیکل طریقے سے بات کرتے ہیں۔ اور اُس کو proof کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ میں یہ ترمیم کے ساتھ کہ قلعہ عبداللہ یا چمن میں بھی میڈکل کالج بن جائے۔

جناب اسپیکر: آپ کے کہنے کا مقصد ہے کہ کوالٹی ایجوکیشن ہونی چاہیے۔ you mean کہ کوالٹی ایجوکیشن ہونی چاہیے۔ جی جناب وزیر داخلہ صاحب۔

میر ضیاء اللہ لانگو (وزیر داخلہ، جیل خانہ جات و قبائلی امور): اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ بسم اللہ الرّحمٰن الرَّحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر! یہ بہت اچھی قرارداد ہے کہ ہمارے مستقبل کے معماروں کے حوالے سے، ہمارے مستقبل کے حوالے سے، ہم نے جتنا اپنا سرمایہ مَیں سمجھتا ہوں کہ ڈویلپمنٹ کی بجائے اگر اپنے اسٹوڈنٹس پر اور اپنی آنے والی نسلوں پر لگالیں تو یہ زیادہ اس صوبے کی خدمت ہوگی۔ تو میں اپنی طرف سے اپنی پارٹی کی طرف سے اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ اور فوڈ منسٹر صاحب کی تجویز کی بھی حمایت کرتا ہوں۔ کہ ہمارے جس جس ڈویژن میں ضرورت پڑے یا ضرورت ہے جو دُور دراز جو علاقے ہیں جو لوگ کوئٹہ نہیں آسکتے اُن کو بھی اس قرارداد میں شامل کیا جائے تاکہ ہمارے تمام پسماندہ علاقے اس میں شامل ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you جناب۔ سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! اچھی قرارداد ہے اس پر دوستوں نے اچھی رائے دی ہے۔ اس میں اگر ایک چھوٹی سی amendment کریں۔ کہ جیسے زمرک خان نے کہا کہ کوالٹی ایجوکیشن۔ اب بدقسمتی یہ ہے مَیں میڈیکل ہی کی بات کروں گا کہ ڈاکٹرز تو بن جاتے ہیں، ضلعی کوٹہ پر آجاتے ہیں۔ ڈویژنل کوٹہ پر آجاتے ہیں۔ میرٹ پر آجاتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ جیسے کہ زمرک خان نے کہا کہ کوالٹی، اب جس ڈاکٹر کو واپس آپ، مثال کے طور پر بارکھان کا ڈاکٹر ہے، ایم بی بی ایس بن گیا، اُس نے پارٹ 1 کرلیا تو اُس کے بعد آپ جتنی بھی طاقت استعمال کریں وہ بارکھان میں serve کرنے کو تیار نہیں ہے۔ ''کہ جی میں جو پارٹ 2 کر رہا ہوں۔ پارٹ 2 کے بعد پھر پتہ نہیں پی ایچ ڈی میں چلا جاتا ہوں'' وہ پی ایچ ڈی میں چلا جاتا ہے اور اسپیشلائزیشن میں چلا جاتا ہے۔ حالانکہ جو سیٹ ملتی ہے وہ ضلعی کوٹہ وہ بارکھان کی ہوتی ہے۔ میں اپنے ڈسٹرکٹ کی بات کر رہا ہوں۔ تو کوالٹی کیسے maintain ہوگی۔ آپ جا کے کوئٹہ کی ہسپتالوں کی پوزیشن دیکھیں کہ کیا حالت ہے۔ میں ایک دفعہ گیا میرے ڈرائیور کو ہارٹ اٹیک ہوا۔ آپ یقین کریں کہ آئی سی یو میں اُس کے آگے لوگوں نے پوری گلی میں لوگوں نے بستر لگائے ہوئے تھے جیسے سرائے میں پڑے ہوں۔ اب آئی سی یو کا مطلب ہے کہ ڈاکٹرز یا نرس یا جو بھی وزیٹر جاتے ہیں وہ بھی اُس کو آپ سمجھیں کہ سینٹائز کیا جاتا ہے اُسکا مخصوص لباس ہوتا ہے۔ اور وہاں گیلری میں ہی سالن بنا رہے تھے۔ میں نے

abuse کر کے اُن لوگوں کو نکالا۔ میں نے کہا کہ یہ تو تم ایک مریض کیلئے آئے ہو۔ جو 50 مریض پڑے ہوئے ہیں اُس کے ساتھ کیا ظلم کر رہے ہو۔ تو ہمارے ساتھی کوالٹی ایجوکیشن کی بات کر رہے ہیں یا میڈیکل کے سلسلے میں ہماری تو صورتحال یہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جیسا کہ زمرک خان نے کہا ہے ہم یہ نہیں کر رہے ہیں، یہ بھی عرض کروں گا دوستوں سے کہ جہاں ہمیں اچھے ٹیچرز ملیں، اسپشلسٹ ملیں یہ یونیورسٹیاں یا میڈیکل کالج وہاں قائم ہونی چاہئیں۔ اب میں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ بارکھان سب نے دیکھا ہے کہ N-70 رُوٹ پنجاب پر جا رہا ہے، KP کا بھی وہاں سے جاتا ہے سندھ کا بھی وہاں سے، رکنی میں اگر میڈیکل کالج بن جائے، اس کو فیڈنگ کیلئے کوہلو ایک، بارکھان دو، ڈیرہ بگٹی تین، موسیٰ خیل چار، دُکی پانچ، پانچ ڈسٹرکٹس تو یہ surroundings میں ہیں۔ پھر آپ کا ٹوٹل کوہِ سلیمان کا جتنا سلسلہ پڑا ہوا ہے گو کہ اُس طرف پنجاب ہے، وہ سب اِس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ اور پھر سب سے بڑی benefit یہ ہے کہ آپ کو پنجاب سے اچھے ڈاکٹرز، ٹیچرز ملتے ہیں۔ جو کہ ڈیلی آ سکتے ہیں اور جا سکتے ہیں ڈیرہ غازی خان، ملتان۔ ہمیں ایسی جگہ منتخب کرنی چاہیے جہاں ہم کوالٹی دے سکیں۔ اب میں پرسوں گزر رہا تھا مجھے اتنا افسوس ہوا لورالائی میں کئی سالوں سے گزرتے ہوئے ایک جیل بنائی جا رہی ہے اب وہ کھنڈرات میں تبدیل ہوگئی ہے۔ اُس کو own کرنے کو کوئی تیار نہیں ہے۔ نہ آئی جی جیل خانہ جات نے ابھی تک اُسکو own کیا ہے کہ اُس کو custody میں لیا ہے۔ یا ہوم ڈیپارٹمنٹ نے بھی۔ میں توجہ دلاؤں گا ہوم منسٹر کی کہ kindly یہ چیزیں، یعنی کروڑوں روپے حکومت کے ضائع ہو رہے ہیں۔ تو میری تجویز ہوگی، اس قرارداد کی حمایت کر رہے ہیں۔ میری تجویز ہوگی کہ اسمیں amendment کر کے رکنی میں میڈیکل کالج یا اُسکا سب کیمپس قائم ہو کہ ہمارے پانچ سات ڈسٹرکٹس کے بچے وہاں مستفید ہوسکیں۔ thank you vey match

جناب اسپیکر: thank you جناب۔ جی ظفر آغا صاحب۔

سید ظفر علی آغا: قرارداد نمبر 6 جو میر شعیب نوشیروانی صاحب اور نے اُن کے دوستوں نے پیش کی ہے، اُس کی میں بھی خود بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ دو، تین باتیں ضروری سمجھتا ہوں آپ کی اجازت سے اِسی کے حوالے سے۔ یہاں دوستوں نے کچھ باتیں کیں وہ چلے گئے۔ ہم oxfords کی مثالیں تو دے دیتے ہیں مگر گزارش یہ ہے کہ ہم اس ملک میں رہتے ہیں کہ internationally طور پر اگر دیکھا جائے تو دنیا بجلی سے گاڑی چلا رہی ہے، اور ہم پنکھے تک نہیں چلا سکتے۔ تو ہم نے کرنا کیا ہے، ہم بڑی بڑی عمارتیں بنا لیتے ہیں، اُن میں بیسمنٹ پارکنگ نہیں بناتے۔ ہم cut and paste پر کام کرتے ہیں۔ لہٰذا گزارش یہ ہے جناب! سے کہ یونیورسٹیاں، کالجز ہم اِس کی حمایت کرتے ہیں آپ بھی خواہش مند ہوں گے کہ چمن میں ایک میڈیکل کالج ہو۔ جیسے زمرک اچکزئی نے بات کی ہمارے دوستوں نے بات کی، ہماری بھی خواہش ہے مگر گزارش یہ ہے کہ ہم نے کبھی اس کی calculations کی ہے کہ ہمارے جو

ڈاکٹرز فارغ ہوتے ہیں اُس کے لیے ہم نے پلاننگ کیا رکھی ہے آج جو ڈاکٹرز فارغ ہیں اور بے یارو مددگار یا بغیر نوکری کے بیٹھے ہوئے ہیں اُس کے لیے ہم کر کیا رہے ہیں۔ اِس کے لیے ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہمیں کیا پالیسی اُن لوگوں کے لیے بنانی چاہیے۔ میں بھرپور حمایت کرتا ہوں زبردست قرارداد ہے۔ اِس کی جتنی بھی، انشاءاللہ تعالیٰ ہم حمایت کریں گے اور کوشش کریں گے کہ come to the point بات کریں جناب اسپیکر! ہم کوشش کرتے ہیں کہ کچھ out of contents کی اگر بات کریں تو آپ کو غصہ بھی آجاتا ہے تو اُس میں ایک چیز add بھی کرتا ہوں کہ جو وزیراعلیٰ نے پرسوں زمیندار ایکشن کمیٹی اور بجلی کے لیے جو اقدامات اٹھائے ہیں اُس کو میں خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں اچھے کاموں کو ہمیں سراہنا بھی چاہیے اور اُس کو floor of the House میں اِس پر بات بھی کرنی چاہیے۔ بہت شکریہ۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر! پھر نماز کا بھی ٹائم ہے ۔

جناب اسپیکر: جی جی ہمیں بتائیں بیٹھیں ایک بجے کی نماز ہے، وہ بھی کرتے ہیں آپ اس کے اوپر بولنا چاہیں گے۔

میر زابد علی ریکی: بی ڈی اے والے اسمبلی کے گیٹ کے سامنے بیٹھے ہیں اگر ٹریژری بنچز سے اگر کوئی ایک دوممبر آپ بھیج دیں اُن لوگوں سے بات کریں۔

جناب اسپیکر: نماز کا وقفہ کرتے پھر ان کو دیکھتے ہیں۔ اب ہاؤس سے گزارش ہے کہ کیا مشترکہ قرارداد نمبر 6 کو following amendments کے منظور کی جائے؟ جی۔ ایک منٹ مولوی صاحب آپ اپنی سیٹ پر آئیں۔ سر آپ کی سیٹ خالی پڑی ہے آپ آجائیں۔ ملک صاحب، ملک نعیم صاحب، آپ اپنی سیٹ پر بیٹھیں۔ ایک منٹ پلیز اب ٹائم ہے اس میں وقفہ کریں گے۔ مولوی صاحب! آپ فرمائیں جی بولیں۔

مولوی نوراللہ: عرض یہ ہے کہ یہ قرارداد کا تائید کرتے ہوئے، جناب! ژوب ڈویژن جیسے کہ کیبنٹ میں نمائندگی سے محروم ہے، اِسی طرح تعلیمی حوالے سے بھی ہمارا ژوب میڈیکل کالج سے محروم ہے۔ وہیں پر بھی اس قرارداد میں شامل کر کے اِس کا تائید کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: thank you۔ جی محمد خان لہڑی صاحب آپ بولنا چاہیں گے جی، جی فرمائیں۔

حاجی محمد خان لہڑی (پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! یہاں جو دوستوں نے قرارداد لے آئے ہیں میں اِن کا حمایت کرتا ہوں کیونکہ پچھلے ادوار میں ہمارے ہاں زرعی یونیورسٹی کا کیمپس جو کہ قیام عمل میں لایا گیا اُس کا کام تقریباً 85% ہو چکا ہے میرے کہنے کا مقصد ہے کہ وہ اِس وقت صرف ایک کیمپس ہے

دوسرے یونیورسٹی کا کیمپس ہے تو ہر ڈویژن یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے ہر ڈویژن میں۔تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہاں جو ہمارے زرعی کالج جو بنایا گیا ہے اُس کو مکمل یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے نصیر آباد ڈویژن میں۔کیونکہ بہت سے ڈویژنوں میں already university بنی ہوئی ہیں نصیر آباد کا جو یونیورسٹی ہے اُس کو بھی کالج کو یونیورسٹی کا درج دیا جائے۔اِس کیساتھ ساتھ وہاں الحمدُ للہ ابھی میڈیکل کالج کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے جو جلد ٹینڈرنگ پراسس پر بھی جا رہا ہے الحمدُللہ اُس پر کام already ہو رہا ہے۔تو میرے کہنے کا مقصد ہے کہ وہاں جو کالج ہے اُس کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔thank you

جناب اسپیکر: thank you جناب۔ رحمت صالح صاحب آپ نے یہ ذہن میں رکھنا ہے ٹوٹل تین سے چار منٹ آپ نے لینا ہے، زیادہ نہیں بولنا ہے۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: بات کروں گا ایک گزارش کروں سر آپ Custodian of the House ہو۔ دیکھیں ہم اپوزیشن کے لوگ جو تحریک یا قرارداد لاتے ہیں آپ کو یہ پروٹیکٹ کرنا چاہیے میرا یہ دوسری دفعہ ہے کہ میں تحریک التوا لا رہا ہوں یہ ٹیبل نہیں ہو رہی ہے۔دیکھیں ہم عوام کے نمائندے ہیں ہم اُن لوگوں کے آواز ہیں جہاں جن اداروں میں ہمارے عوام پر ظلم ہوتا ہے ہم ان کے آواز بننا چارہے ہیں اِس فلور پر اور حکومت کو آگاہی دے رہے ہیں دیکھیں! ہم اداروں کی بات کر رہے ہیں تعلیمی اداروں کی لیکن تعلیمی اداروں کے اندر ہو کیا رہا ہے اُس پر میں تحریک لایا تھا وہ آج ٹیبل نہیں ہوئی ہے دو، دن پہلے جمع کی تھی۔

جناب اسپیکر: اچھا رحمت صاحب ایسا ہے ناں آپ مہربانی کر کے اِس طرح کے گزارشات ہیں وہ آپ چیمبر میں بھی آ کر discuss کر سکتے ہیں اِس وقت آپ قرارداد پر بولیں مہربانی۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: میں بول رہا ہوں اِسی پر لیکن میں یہی گزارش کر رہا ہوں دیکھیں ناں۔

جناب اسپیکر: جی پلیز۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: مشکلات ہیں ہم اجتماعی چیزوں کو سامنے لاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی، جی فرمائیں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: دیکھیں سر! جیسے متفقہ طور پر یہ قرارداد آ رہی ہے میں اِس کی حمایت کرتا ہوں لیکن کچھ چیزیں یہ ہیں کہ اللہ کریں ہم سب اسی بنیادی اجتماعی سوچ پر آ جائیں کہ ہم اپنی تعلیمی اداروں کو strengthen کریں جہاں نہیں ہے وہاں کمی کو پوری کریں۔دیکھیں سر! اگر ہم یہ دیکھیں کہ KPK کے دوستوں نے مثال دی اب رخشاں ڈویژن ایک اہمیت کا عامل ڈویژن ہے اور رخشاں ڈویژن ٹوٹل eighty nine thousands square

Thirty four میں وہ رخشاں ڈویژن ہے کہ جو ڈسٹرکٹ واشک ہے بلکہ میں یہ بتاؤں کہ جو kilometer پر مشتمل ہے۔ بلکہ میں یہ بتاؤں کہ جو ڈسٹرکٹ واشک ہے رخشاں ڈویژن میں وہ Thirty four thousands three hundred sixty eight square kilometers پر ہیں بلکہ پورا KPK وہ thirty nine thousands two hundred eighty two square kilometers پر مشتمل ہیں لیکن KPK میں 21 میڈیکل کالجز ہیں category wise۔ یہاں 1970ء کے بعد، پچھلی حکومت میں ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کی سربراہی میں صرف تین میڈیکل کالجز اور ایک ہی میڈیکل کالج کو ہم نے میڈیکل یونیورسٹی کا درجہ دیا۔ لیکن مشکلات ہیں۔ میں حمایت کرتا ہوں اِس قرارداد کی اُن تمام مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو کہ چار کا پرابلم ہیں ہیومن ریسورسز کا۔ اُس کی کمی کو پورا کرتے ہوئے حکومت اِن پالیسیوں کو آگے لے جائیں اور میں اِس قرارداد کی اہمیت کے حامل کا درجہ دیتا ہوں اور اِس کی حمایت کرتا ہوں رخشاں ڈویژن میں سریہ میڈیکل کالج بہت ہی ضروری ہے انتہائی ناگزیر ہے۔ thank you۔

جناب اسپیکر: thank you رحمت صاحب۔ اب ہاؤس سے، please order in the House اب ہاؤس سے گزارش ہے کہ کیا مشترکہ قرارداد following amendment کے ساتھ منظور کی جائے کہ تمام ڈسٹرکٹس کا ایک مشترکہ جائزہ لیا جائے گا۔ اور وہاں جب need basis کے اُوپر چاہے وہاں نئے ہمیں انسٹی ٹیوشن کی ضرورت ہے یا پھر missing facilities کے، اُن کو پورا کرنے کے لیے، آیا یہ قرارداد اِس amendment کے ساتھ منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: اب نمازِ جمعہ کا وقفہ 1:30 بجے تک ہوگا۔ ڈیڑھ بجے دوبارہ سیشن شروع ہوگا انشاءاللہ۔ thank you

(اجلاس کا وقفہ 12 بجکر 40 منٹ پر ہوا)

جناب اسپیکر: السلام علیکم۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر! کچھ ایریاز ایسے ہیں جو کہ A اور B میں آج کل چل رہے ہیں یہ تمام بلوچستان میں پولیس کے ایریا ہے، اور B لیویز کے ایریا میں جناب اسپیکر صاحب! آپ کے گوش گزار کروں۔ اور تمام ہمارے اسمبلی کے ممبران وغیرہ بیٹھے ہیں۔ تو میرا خیال ہے جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ سالانہ اربوں روپے خرچ ہو رہے ہیں چاہے وہ A ایریا میں ہوں یا B ایریا میں ہو جائیں۔ مگر میں نے ابھی تک امن وامان کے حوالے میں نے نہیں سنا ہے یا کہ A ایریا نے کارکردگی دکھایا ہے اچھا یا B ایریا نے دکھایا ہوا ہے۔ بہرحال پچھلے میرے خیال سے جام وزیر اعلیٰ تھا اُس نے کچھ ڈسٹرکٹوں کا جو B کو ختم کر کے A کے ایریے میں لائی تھی اُس میں گوادر، حب، لسبیلہ۔ یہ لائے تھے جناب اسپیکر صاحب! ابھی آپ اندازہ لگائیں کہ اگر یہ اسمبلی فورم ہے جناب اسپیکر صاحب! میں کہتا ہوں جو کام ہو رہا ہے۔ اگر ہوگا،

چاہے بیوروکریسی کر رہا ہے۔مگر اسمبلی، اسمبلی وہ ادارہ ہے، یہ تمام اسمبلی جو 65 اراکین پر مشتمل ہے اس کو بائی پاس کر رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب! کس حوالے سے ہمیں بائی پاس کر رہے ہیں۔ہمیں بتائیں کہ اگر آپ B کو ختم کر رہے ہیں A کو کر رہے ہیں پورا بلوچستان میں، مگر آپ اسمبلی میں لائیں، ہمیں بتا دیں ناں، ہم عوامی نمائندے ہیں۔اگر آپ A کو ختم کر رہے ہیں B میں convert کر رہے ہیں تو آپ کم از کم وہاں خود بیٹھتے ہیں آپ خود آئین اور قانون خود اپنی مرضی سے بنا رہے ہیں۔اس طرح کا جناب اسپیکر صاحب! میں نے نہ کبھی سنا ہے نہ سننے والا ہے، یہ کہاں کا قانون ہے ابھی وزیراعلیٰ صاحب یہاں موجود نہیں ہیں۔kindly جناب اسپیکر صاحب! آپ مہربانی کریں سالانہ میرے خیال سے 40 ارب، 50 ارب دونوں محکموں میں خرچ ہو رہی ہے۔تو پھر ابھی گوادر میں جناب اسپیکر! گوادر میں ابھی بندے شہید کیے تھے۔وہ A ایریا تھا A ایریا نے کیا کارکردگی دکھایا کہ دن بدن بندے شہید ہو رہے ہیں۔امن وامان کو نہ پولیس نے کنٹرول کیا ہے نہ کسی اور نے کیا ہوا ہے۔میرا مقصد یہ ہے میرے سننے میں آرہا ہے کہ کچھ ڈسٹرکٹوں کو B کو ختم کر رہے A میں۔مسئلہ نہیں ہے مگر میرا پوائنٹ یہ ہے جناب سپیکر صاحب! اسمبلی فورم میں لائیں۔جو بھی کرنا ہیں جو آئین وقانون جو بھی کرنا ہے اس اسمبلی کے فورم کے تھرو پر وہ قرارداد یا جو بھی ہے اس اسمبلی سے معلوم کریں اُس کے بعد آپ نے جو بھی کرنا ہیں وہ کریں۔مگر آپ ہمیں بائی پاس نہیں کریں میرا مقصد یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! اس میں آپ دیکھ رہے ہیں آپ اسپیکر ہیں بلوچستان کا آپ اس کو دیکھ لیں یہ سنجیدہ مسئلہ ہے اس کو اگر ہمیں اس طرح بائی پاس کریں تو سمجھو کہ یہ بلوچستان اسمبلی ایسی بنی ہے ہم لوگ اپ یہاں بات کریں اور اُدھر جو CS ہے یا جو بھی کر رہے ہیں اپنی من پسندی اور اپنی مرضی کے مطابق میں، وہ ہمیں بائی پاس کر کے آئین بنائیں، قانون بنائیں، جو بھی کرنا ہیں وہی کر رہے ہیں، یہ کہاں کا قانون ہے کہاں کا آئین ہے جناب اسپیکر صاحب! آپ ہمیں تو بتا دیں؟ ہمارا تو حق بنتا ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ بالکل یہاں میرے خیال سے ہمیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہے ہم لوگ خالی آ کے بیٹھیں بات کر کے واپس چلے جائیں ہم سارے بیٹھے ہیں منسٹر صاحب وغیرہ سارے بیٹھے ہوئے ہیں۔اس میں سب بات کریں۔اپوزیشن لیڈر بھی بیٹھے ہیں اس پر بات کریں۔ہمارے جتنے ممبرز ہیں یہ حق بنتا ہے۔سالانہ ساٹھ ارب روپے اِن دو محکموں میں خرچ ہو رہا ہے۔کارکردگی دکھائیں؟ چلیں کارکردگی اگر آپ کا زیرو ہے کم از کم ہمیں اعتماد میں لے لیں۔اور A کو B کو ختم کرنا چاہتے ہیں ہمیں تو کم از کم اسمبلی کو اتنا آپ اعتماد میں تو لے لیں۔شکریہ جناب اسپیکر صاحب ۔

جناب اسپیکر: just a minute، نہیں some body from the government

حاجی نور محمد دمڑ (وزیر خوراک): جناب اسپیکر! اسمبلی کے سامنے دھرنے پر بیٹھے ہوئے ہیں، میں کہتا ہوں کہ ایک کمیٹی اگر بنا لیں، یہ بیچارے ظاہری بات ہے آج اسمبلی کے آخری مرحلہ ہے، پھر یہ کب تک بیٹھے رہیں گے۔یہ کمیٹی اگر

بن جائے۔ان سے جا کے بات کریں ان کو یہاں لے آئیں۔سی ایم کے ساتھ ملا دیں۔انکا دھرنا کم از کم ختم کر دیں۔

جناب اسپیکر: just a minute۔گورنمنٹ بینچز میں سے کوئی زاہد علی ریکی صاحب کو reply کریں کہ اس کی متعلق کیا آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔ok جی جی رحمت صاحب۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: سر!اس میں دیکھیں ناں حاجی زاہد صاحب نے جو مسئلہ اٹھایا۔میں سب سے پہلے یہی بات کہوں گا کہ جب تک public representatives ہیں اسمبلی کے اختیارات ہیں، اِن اختیارات کو کوئی بائی پاس نہیں کرے گا۔یہ انتہائی غلط ہے کہ بند کمروں میں بیٹھ کر اپنے مرضی اور منشاء کے مطابق ایک فورس کو ختم کرنا، دیکھیں اسپیکر صاحب!اب ایک فورس اپنی پاؤں پر کھڑی ہوگی ہے۔مطلب لیویز فورس میں جو QRM کا جو ایک اچھا کردار ہے آپ اِسی فورس کو پھر demolish کر رہے ہیں ایک دوسری بات یہ کہ ہمیں بریفنگ دی جائے کارکردگی کی بنیاد پر کہ کتنی رقبے کے لحاظ سے، پاپولیشن کے لحاظ سے، کون سی فورس کتنی حد تک اُس کے انڈر میں آتا ہے۔میرے خیال میں 85 پرسنٹ لیویز امن وامان کو cover کر رہا ہے۔آپ کے 15 پرسنٹ پولیس کے پاس ہے ٹوٹل آپ کے امن وامان کا بجٹ 60billions ہیں 60 بلین میں سے صرف 18 ارب روپے لیویز کو ملتی ہیں لیکن پھر بھی A ایریا اور B ایریا میں آپ crime ratio کو دیکھیں بہت فرق ہے کیونکہ آپ کے دو تین اضلاع ہیں جو پائلٹ ڈسٹرکٹس کے طور پر اِن لوگوں نے لے لیے تھے۔گوادر ہے، لسبیلہ ہے، حب ہے۔آپ میں سے کوئی مجھے بتائے کہ اس امن وامان پر میں کیا فرق پڑا ہے۔ ایک ہفتہ پہلے سات بندوں کو گوادر میں شہید کیا، کون سی کارروائی ہوئی؟ کون سی گرفتاری ہوئی؟ کونسے متعلقہ ایس ایچ او کو، کونسے متعلقہ ذمہ دار آفیسر کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی؟ دیکھیں ناں اگر کوئی اپنی مرضی کیمطابق چلانا چاہتا ہے۔ہم عوامی نمائندوں کو بائی پاس کرتا ہے۔یہ اسمبلی کا اختیار ہے اس پر ایک تحریک لے آئے مزید قانون سازی کریں لیکن اسمبلی کو کوئی بائی پاس نہ کریں۔اور مَیں یہ واضح کرتا ہوں ہم اس چیز کی بھرپور مخالفت کریں گے۔اور جہاں تک عوام کی حفاظت کی بات ہے ہم اُس کے ہر احتجاج پر جائیں گے۔

جناب اسپیکر: زاہد علی ریکی صاحب!ایک منٹ اپوزیشن لیڈر۔ریکی صاحب!آپ کے علاقے کو A ایریا کو B ایریا میں convert کی B کو A میں convert کیا ہے۔

میر زابد علی ریکی: نہیں میرے سننے میں آرہا ہے کہ بلوچستان کے دس یا پندرہ اضلاع کو ابھی B ایریا کو ختم کر رہے ہیں، A ایریا میں convert کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: سننے میں آرہا ہے۔ابھی تک ہوا نہیں ہے؟

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب!ہاں confirm ہے۔اُن کا آج میٹنگ ہے۔

جناب اسپیکر: ok جی منسٹر فار فنانس آپ reply کریں۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی چلیں قائد حزب اختلاف۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! زاہد صاحب نے جو باتیں کیے ہیں اور واقعی یہی سننے میں آرہا ہے کہ A ایریا اور B ایریا کا مسئلہ بنا رہے ہیں۔ کہ جو A ایریا ہے لیویز ہے۔ لیویز کو ختم کر کے پولیس میں ضم کر رہے ہیں۔ میں چھوٹی سی مثال آپ کو دے دو ہم بات بہت کم کرتے ہیں۔ کہ خضدار میں جس دن ہم نے قرارداد پیش کی تھی ہمارا مولانا محمد صدیق مینگل صاحب شہید ہوئے تھے آج تک اُس کا سی سی ٹی وی تو شائع ہو گیا اور بندے کو اُنہوں نے ٹریس بھی کر لیا۔ کیا کیا ؟ کیا نہیں کیا ؟ لیکن آج تک اُس کا قاتل گرفتار نہیں ہوا۔ اور اُس کے بعد دوسرا واردات یہ دو ہفتے کے اندر اندر دوسرا واردات مولوی عبدالحکیم کو، یہ اُس کو بھی پولیس ایریا میں شہید کیا گیا۔ اُس کا بھی کوئی اَتہ پتہ نہیں چلا۔ اُس کے بعد ایک بندہ نال کا تھا وہ شہید ہو گیا۔ تیسری جو نال کے ایرے میں ایک ہندو تاجر کو اغوا کیا گیا۔ یہ چار وارداتیں آپ کے دو ہفتے میں ہوئے خضدار میں۔ تو پولیس کی کارکردگی بالکل صفر ہے۔ ناں کوئی اس کی کارکردگی ہے ناں اس کی کارکردگی آگے رہے گا۔ اگر لیویز کو ختم کر کے پولیس میں ضم کریں گے تو پھر اللہ حافظ ہے اس صوبے کا اس صوبے کو اگر چیف سیکرٹری صاحب اپنی مرضی سے چلانا چاہتا ہے تو اپنی مرضی سے چلائیں ہم اپنا قبائلی جرگہ بلا کر ہم اپنا قبائلی جرگوں میں اپنے فیصلے کریں گے۔ کیونکہ ہم خاموش نہیں رہ سکتے ہیں، ہم اپنے آپ کو۔ یہ چار وارداتیں ہوئے ہیں جناب اسپیکر صاحب! آپ نوٹ کر لیں پولیس سے پوچھ لیں کہ پولیس کی کیا کارکردگی اُن کی ہوئی ہے اُنہوں نے ایک بندہ گرفتار کیا ہے۔ ایک بندہ آتا ہے گاڑی میں واردات کر کے چلا جاتا ہے۔ ان کا اُنہوں نے گاڑی بھی دیکھا ہے اور بندے بھی اُنہوں نے دیکھیں ہیں کہ اس گاڑی میں کتنے بندے ہیں گاڑی بھی اُنہوں نے کہا ہے کہ ہم نے دیکھ لیا ہے اور بندے بھی دیکھ لئے ہیں پھر بھی کوئی گرفتار نہیں ہو رہے ہیں کیا وہ اتنے powerful بندے ہیں کیا اُس کو پولیس نے چوٹ دی ہے۔ اگر اعتبار کریں کہ جس دن یہ واردات ہوا تھا ابھی مولوی عبدالحکیم کو خضدار میں شہید کیا گیا۔ دس، بیس منٹ تک وہاں پولیس نہیں گیا۔ لیویز والے آگئے اُس کے بعد پولیس آ گیا۔ وہ بھی انسانیت کے بنیاد پر لیویز آ گیا ہے ورنہ اس کا ایریا تو نہیں ہے۔ لیویز آیا لاش کو اُٹھا کر ہسپتال لے گیا اُس کے بعد پولیس کا ایس ایچ او صاحب آ گئے کہ جی ابھی۔ اور دوسری بات وہاں ایک شخص کو فائرنگ کر کے اُس کے گاڑی کو دو گولیاں لگی ہوئی ہے اور اُس کے سر میں بھی ایک گولی لگی ہوئی ہے اور پولیس کہتا ہے کہ ایکسیڈنٹ سے مارا گیا ہے۔ اور خود بھی کہتا ہے جناب اسپیکر صاحب اُن سے اپنے رپورٹ میں ذرا گورنمنٹ سے پوچھ لیں۔ خود کہہ رہا ہے کہ دو خول ہم نے برآمد کر لئے ہیں۔ گاڑی میں دو اُس کے خول کے نشانات بھی ہیں۔ اور بندے کے سر پر گولی لگی

ہے پھر بھی اُنہوں نے اپنی رپورٹ میں دے دیا کہ جی یہ ایکسیڈنٹ سے مارا گیا ہے یہ گولی سے نہیں مرا ہے خدا کا خوف تو کرلیں ذرا۔ گولی اُس کو لگی ہے ظاہر ہے گاڑی جاکے گر جائیگی ۔اور اُنہوں نے اپنا input اس طرح دے دیا ہے، نہ پولیس کی کارکردگی رہی ہے نہ پولیس کی کارکردگی پر آ گئے ہمیں کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اگر لیویز کو ختم کیا جاتا ہے۔ تو مَیں یقین سے آپ کو یہ کہہ رہا ہے کہ اس ہم سب کا پر اللہ حافظ ہے۔ تو اس پر آپ نے پہلے سے یہ سب دوستوں کو اعتماد میں لینا ہے اسمبلی کو اعتماد میں لے لیں۔ سارے دوستوں کو اعتماد میں لے لیں پھر چیف سیکرٹری کے کہنے پر چیف سیکرٹری اگر باہر سے آیا ہے اُس کا کیا پتہ ہے کہ پولیس کیا ہے لیویز کیا ہے۔ مَیں تو چیف سیکرٹری کو دومرتبہ بحثیت اپوزیشن لیڈر جناب اسپیکر صاحب آپ نوٹ کرلیں۔ مَیں قرارداد لیکر آ ؤنگا جب ہمارے کمیٹیاں بنیں گی۔ مَیں نے چیف سیکرٹری کو اپنے آفس سے اُن کو کہا ہے کہ جی آپ سے ملتے ہیں اور کچھ چیزیں پر discuss کریں گے، کہتے ہیں کہ پوچھ لیں اپوزیشن لیڈر سے کہ کیوں مجھ سے ملنا چاہتے ہیں ۔ بھائی آپ آسمان سے تو نہیں آئے ہو۔ آپ کی حیثیت کیا ہے، آپ ہمارے تنخواہ پر پل رہے ہو۔ آپ چیف سیکرٹری اس کا مطلب یہ نہیں ہے اگر وہ دوبارہ ادھر آ گیا تو ہم یہیں پر اُس کو یہ چیزیں کہیں گے ہم آپ کو کہہ رہے ہیں کہ آپ ہمارے اسپیکر ہے اور آپ نے ان چیزوں کو یقین کرانا ہیں۔ اگر ایک چیف سیکرٹری کا یہ حال ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مَیں اپوزیشن لیڈر سے نہیں ملتا ہوں آپ مجھے بتائیں کہ مجھ سے کیوں ملتے ہو۔ بھائی آپ پھر کیوں آئے ہو بلوچستان، آپ جائے خیبر پختونخوا آپ کہتے ہو کہ میرا بڑا value ہے خیبر پختونخوا والے بھی مجھے بلا رہے ہیں اور بلوچستان والے بھی بلا رہے ہیں۔ بھائی آپ سے ہمیں کوئی واسطہ نہیں ہے آپ اگر چیف سیکرٹری ہو تو اپنی حیثیت میں رہے آپ ہمارے ملازم ہے۔ جب تک ملازم ہے ملازم بن کے رہیں۔ ورنہ آپ ہمارے ہاؤس کا احترام کریں، ہمارے اپوزیشن لیڈر کا میرے ساتھ ساتھ میرے اسمبلی کے ہر ممبر کا آپ کو احترام کرنا چاہیے۔ آپ کیوں نہیں ملتے ہو؟ آپ کی کیا حیثیت ہے نہیں ملتے ہو۔ کل کو اگر ہم جائیں گے اس کے دفتر میں پھر ہم ملنا اُن سے جانتے ہیں ۔ پھر آپ اسپیکر صاحب! آپ کہے گے کہ جی آپ لوگوں نے violation کی ہے۔ ہم وہ چیز نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ چیف سیکرٹری صاحب اپنا رویہ ٹھیک کردیں ورنہ اُسکی اتنی حیثیت نہیں ہے یہ ہم جتنے بیٹھے ہوئے ہیں ہم اُس کے پابند نہیں ہے وہ ہمارا پابند ہے وہ ہمارا ملازم ہے۔ جب تک ملازم رہتا ہے تو ملازم کی طرح رہے اور بلوچستانیوں کی خدمت کردیں۔ یہ میں آپ کو کہنا چاہتا ہوں جناب اسپیکر! یہ لیویز والا مسئلہ اس کو آپ خود tackle کرلیں اور دیکھ لیں کہ اس میں کیا حیثیت ہے کیا ہے؟ کیا نہیں ہے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: Thank you ۔ جی minister for finance

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ، مائنز اینڈ منرلز): جناب اسپیکر! زاہد صاحب نے اور ہمارے اپوزیشن لیڈر اور

رحمت صاحب نے جو ایشو اُٹھایا ہے۔ بالکل ایسے ایشوز جو ہوتے ہیں related ہوتے ہیں policy matter پر وہ discuss ہونے چاہیے ایوان میں۔ ایوان کی جو ہے یہ تقدس کو برقرار رہنا چاہیے۔ matter law and order سے ریکارڈنگ ہے ہوم منسٹر صاحب کراچی کیلئے نکلے ہیں ایمرجنسی طور پر۔ ضرور ظاہراً ہوا ہوگا۔ ان کے تحفظات ہیں شاید مَیں بھی کسی لاء اینڈ آرڈر فورم پر یہ چیزیں یہ معاملہ ڈسکس ہوا ہوگا آپ discussion سے تو کوئی بات روکی نہیں جاسکتی ہے ہر کوئی اپنی طرف سے detail یا اپنی طرف سے submission دیتا ہے۔ تو اگر اس طرح کا کوئی ایشو ہو ضرور اس کو کابینہ میں لانا پڑیگا۔ جو بھی موقع ہوگا انشاء اللہ دوستوں کے ساتھ چیف منسٹر صاحب کے ساتھ ہم ڈسکس کریں گے اگر اس طرح کی کوئی پالیسی بنی ہے تو ہم اپنی طرف سے تجویز دینگے کہ اسمبلی میں ٹیبل ہوتا کہ اس پر سیر حاصل بحث ہو کیونکہ بلوچستان کے چنے ہوئے نمائندے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور بلوچستان کے مسائل سے سب سے زیادہ بالکل مَیں یہ بات اپوزیشن لیڈر صاحب کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں گو کہ اُس کے غصے سے کچھ میرا اختلاف ہے۔ کیونکہ آفیسرز جو ہوتے ہیں وہ بھی گورنمنٹ سرونٹ ہے اور ہم بھی پبلک سرونٹ ہیں یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم سب نے deliver کرنے ہے عوام کو لیکن ایک اچھی عزت اور ایک اچھے دائرے ایک اچھی پیار محبت سے ایک شرافت اور اچھی باعزت ماحول میں ایک اچھی impression پھیلائیگا۔ کیونکہ وہ میرا بڑا بھائی اور میرا دوست ہے ہم ان سے سیکھتے بھی ہیں تو انشاء اللہ مَیں یقین دلاتا چلو چیف منسٹر صاحب سے ہم ڈسکس کریں گے۔ اگر ایسی کوئی معاملہ یا پالیسی بننے جارہی ہے یا بننے گی تو اُس کو ٹیبل ہونا چاہیے اسمبلی فارم پر تا کہ سب کی input آجائے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ اچھا مَیں تھوڑی سی اس میں مزید add کردوں۔ کہ مَیں نے رولنگ بھی دی ہے کہ یہاں پر جو بھی important issues آتے ہیں تو وہاں کے concerned جو سیکرٹریز ہیں اُن کو اسمبلی میں موجود ہونا چاہیے۔ اگر کوئی منسٹر نہیں بھی ہے تو اُس کا سیکرٹری یہاں موجود ہو، تو important point وہ اُن تک پہنچتے ہیں یہاں سے۔ لیکن اس کے باوجود مَیں نے رولنگ بھی دی اور پھر مَیں نے letter بھی لکھا۔ آپ سن رہے منسٹر فنانس اور منسٹر پی اینڈ ڈی! براہِ مہربانی یہ ہماری reservation ہیں کہ رولنگ کے باوجود لیٹر لکھنے کے باوجود جو گورنمنٹ مشینری ہے، سیکرٹری حضرات ہیں، جن کو آنا چاہیے تھا اسمبلی سیشن میں، وہ ابھی بھی نہیں آئے ہیں۔ kindly یہ reservations ہیں، اِن کو convey کیا جائے آگے۔ جی وزیر خوراک آپ کیا کہہ رہے تھے؟

وزیر خوراک: جناب اسپیکر! اپوزیشن لیڈر کے اور دیگر دوستوں کے جواب تو میرے فنانس منسٹر نے دے دی ہے ٹریژری بینچز کی طرف سے۔

جناب اسپیکر: نہیں جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔

وزیرخوراک: جی وہ بی ڈی اے کے ملازمین ہیں اور این سی ایچ ڈی کے ملازمین ہیں، ٹیچرز ہیں۔ان کا کیس جو ہے پچھلی حکومت میں اُس پر کافی پیشرفت ہوچکی ہے۔کیبنٹ نے بھی پاس کی ہے دو دفعہ، پھر پرانے جو بی ڈی اے کے چیئرمین تھے اُس نے آرڈرز بھی دی ہیں۔اور ابھی پھر موجودہ جو چیئرمین ہیں بی ڈی اے کے یہ پھر میرے خیال سے کیس میں پھر سے مسئلے مسئلہ پیدا کررہے ہیں۔تو ابھی یہ لوگ دھرنے پر ہیں۔میرے خیال سے ایک کمیٹی بنانی چاہیے ان کے پاس جاکے ملاقات کریں اور جیسے بھی ان کو مطمئن کرسکتے ہیں، یہ دونوں پارٹیاں ابھی دھرنے پر بیٹھی ہوئی ہیں۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب پی اینڈ ڈی! آپ ایک کمیٹی بنا کے یہ باہر جو یہ لوگ احتجاج کررہے ہیں وہاں آپ جانا پسند کریں گے۔یہاں سے میں چند ممبرز حضرات کو nominate کردیتا ہوں آپ اُن کو اپنے ساتھ لے جائیں یا کوئی ان سے بات کریں۔

میرظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی وترقیات): جناب! آپ اِنکو nominate کرلیں میری ساڑھے تین بجے ایک کمٹمنٹ ہے تو مجھے وہاں جانا ہے تو ان کو منسٹر فنانس لیڈ کریگا۔

جناب اسپیکر: جی ہاں۔آپ بتائیں جی دستگیر بادینی صاحب۔

میرغلام دستگیر بادینی: یہ فیمیل ہیں اور یہ NCHD ٹیچرز یہ کوئی بیس سال سے ہیں اور ان کی سٹارٹ تنخواہ تین ہزار روپے سے شروع ہے، ابھی لیڈیز ٹیچر آئی تھیں وہاں ہم سے اپوزیشن چیمبر میں بات کی ہے کہ ہمارا اسٹارٹ ہزار سے شروع ہوا تھا اور ابھی بارہ ہزار روپے ہمیں pay دی جارہی ہے، تین سالوں سے ہماری Pay بند ہے۔اور اس میں سر! انہوں نے باقاعدہ طور پر کہا ہے میں آپ کے ساتھ شیئر کروں گا۔اور اسمیں انہوں نے دیا ہوا ہے:

Request for appointment on NCHD PEC Teachers in Provincial Government. سر! یہ سی ایم آفس سے جاچکا ہے سیکشن آفیسر کے یہاں انہوں نے حوالہ دیا ہوا ہے۔اور باقاعدہ طور پر سر! یہ 2001ء میں ضم ہوئے ہیں فیڈرل سے صوبے میں۔ابھی ان کو باقی صوبوں کا انہوں نے حوالہ دیا ہے کہ باقی جو صوبوں میں وہ ضم ہوچکے ہیں already اُن کی چالیس ہزار pay ہے۔اور جو ہے صوبائی حکومت میں وہی بات اٹھارہویں ترمیم والی ہے۔تو یہ آپ سے گزارش ہے کہ ان کو یہ چاہتے ہیں کہ بارہ ہزار pay ہے اور وہ بھی تین سالوں سے اسٹاپ ہے اور زیادہ تر لیڈیز انکا کہنا ہے کہ ہم overage ہوچکی ہیں۔تو یہ سر! میں آپ کے ساتھ شیئر کرنا چاہتا ہوں، kindly ابھی ایک کمیٹی جاکے اُن سے مل لے۔

جناب اسپیکر: thank you

جناب برکت علی رند: بلوچستان میں جو مسافر جاتے ہیں بلوچستان سے بسوں میں اور باقاعدہ کراچی پولیس اُن

کو تنگ کرتی ہے۔اور با قاعدہ فیملیز ہوتی ہیں ان کو بہت پریشان کرتی ہے۔

جناب اسپیکر: برکت علی رند صاحب! آپ مہربانی کریں۔

جناب برکت علی رند: آپ سندھ گورنمنٹ سے بات کریں اس معاملے میں تاکہ اس کو سیریس لے لیں تاکہ بلوچوں اور پٹھانوں کو بلوچستان کے جتنے مسافر ہیں بسوں میں جاتے ہیں ادھر یوسف گوٹھ میں ان کو تنگ کرتے ہیں اور یہ لوگ بہت پریشان ہیں، غریب لوگ جاتے ہیں یہاں سے، اُنکے پاس جو ہزار دو ہزار ہوں تو یہ زبردستی اُن سے چھین لیتے ہیں، ان کو تنگ کرتے ہیں آپ کی بڑی مہربانی ہوگی سندھ گورنمنٹ سے آپ لوگ بات کریں، اس معاملے میں تاکہ لوگوں کو وہاں پریشان نہ کریں۔

جناب اسپیکر: اچھا! مَیں ایک ذرا سی گزارش کردوں کہ ایک جو مسئلہ آیا ہے پہلے اسکو ختم ہونے دیں۔ نور محمد دمڑ صاحب! آپ کی سربراہی میں اگر آپ پانچ چھ بندوں کو لے جاتے ہیں اپنا اُنکے ساتھ ذرا مذاکرات کرلیں، مہربانی ہوگی، اُن کو تھوڑی سی جو بھی تسلی دے سکتے ہیں اس کے بعد پھر جو چیزیں convey کر دیجئے گا آگے۔ آپ چلے جائیں، اسفندیار کاکڑ صاحب آپ کے ساتھ جائیں گے۔ یہ ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب ہیں زہری صاحب وہ آپ کے ساتھ جائیں گے۔ برکت رند صاحب کو بھی ساتھ لے جائیں۔ باقی آپ لوگ ذرا ہو کر کے آئیں اُن سے جو بھی ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر: چلیں ٹھیک ہے، پھر اسکے بعد کر لیتے ہیں، ٹھیک ہے بیٹھ جائیں۔ جی میڈم۔

محترمہ کلثوم نیاز بلوچ: BUITEMS یونیورسٹی میں فرح عظیم شاہ صاحبہ کو invite کیا گیا اسٹیٹ آف ہیومن کے حوالے سے بات کرنے کے لئے۔ دورانِ سیشن ہماری جو لیڈی اینکر تھی، اُنہوں نے بہت بدتمیزی کی ہے فرح عظیم شاہ سے۔ جبکہ ایشو بلوچستان کی خواتین کے حوالے سے تھا۔ اور وہ پورے بلوچستان کی لیڈیز کو، خواتین کو represent کر رہی تھی، تو اُن کے ساتھ بدتمیزی انہوں نے اتنی زیادہ کی۔ ہم سب لیڈیز پارلیمنٹیریز اس چیز کی پرزور مذمت کرتی ہیں۔ اور جناب اسپیکر! آپ سے یہ request ہے کہ VC BUITEMS سے اس کی رپورٹ طلب کی جائے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you۔ جی میر اسد اللہ بلوچ صاحب، رکن اسمبلی! آپ اپنی قرارداد نمبر 9 پیش کریں۔

میر اسد اللہ بلوچ: thank you جناب اسپیکر صاحب۔ اِس سے پہلے کہ میں یہ قرارداد پیش کروں، آپ نے جو باتیں کی ہیں، مجھے کافی افسوس ہوا کہ بار بار آپ کی رولنگ کے باوجود یہاں اسمبلی کے جتنے بھی ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں، بڑی امید کے ساتھ اور ایک مقدس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں دو دفعہ آپ نے رولنگ دی ہے، جب سے ہمارا سیشن شروع ہوا ہے، نہ یہاں چیف سیکرٹری آتا ہے نہ یہاں آئی جی، پولیس آتا ہے۔ جب یہ نہیں آتے ہیں تو نیچے جو سیکرٹری ہیں وہ پھر

نہیں آتے ہیں۔اُن کو تو ہدایت کافی آپ نے دی ہے، آپ رولز آف بزنس پر چلیں، رولنگ دے دیں اِن کو بلائیں۔ کیونکہ ہمارے بہت سے ایشوز لاء اینڈ آرڈر کی situations پر ہیں جیسے کہ اپوزیشن لیڈر نے بھی کہا۔ میں بھی کہہ رہا ہوں۔اگر وہ اس مقدس ایوان سے اپنے کو بالاتر سمجھتے ہیں، تو رولز آف بزنس اپنی جگہ موجود ہیں۔تو پھر یہاں جتنے بھی ہمارے ٹریژری کے ہیں اور جتنے اپوزیشن کے ہیں تو ہم واک آؤٹ کریں گے۔اُس کے اِس غیر پارلیمانی اور انکار پر، وہ آکے یہاں بتائیں کہ وہ کون سے رولز کو quote کر کے وہ یہاں نہیں آرہے ہیں؟ تو لہٰذا اگر یہ سلسلہ چلتا رہا تو یہاں فاضل ممبروں کی یہاں آنے کی کوئی پھر پوزیشن نہیں ہوگی کیونکہ سننے والا کوئی نہیں ہے۔آپ تو سنتے ہیں، آپ کے پاس کوئی فورس تو نہیں ہے۔آپ رولنگ دیتے ہیں، ریاست، ادارے، صوبہ، قانون، اصول، یہ ایک method اور ایک پروسیجر پر چلتے ہیں۔لیکن جس طرح سے پرچی لگی ہوئی ہے ہم حیران ہیں دو دن سے یہ پرچی میں دیکھ رہا ہوں۔لیکن پرچی ایسی لگی ہوئی ہیں شاید یہ بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم نظر نہیں آرہے ہیں۔بس اِتنا ہی زیادہ تو بار بار کہنے سے آپ سمجھ گئے ہیں میرے خیال میں۔ thank you۔دوسرا یہاں جو A ایریا اور B ایریا ہے۔جناب اسپیکر! اس سے پہلے کہ میں اپنی قرارداد پر آؤں۔A ایریا اور B ایریا کے حوالے سے جناب اسپیکر صاحب! ایک صاف پالیسی تھی مشرف کے زمانے میں، پھر اِس پالیسی، جو غلط اسکے اثرات پڑے، پورے بلوچستان میں، دس سال کے عرصے میں جو ایک ڈکٹیٹر مشرف نے جس طریقے سے B ایریا کو ختم کر کے A ایریا میں convert کر دیا ہے تو بعد میں مشرف کے جانے کے بعد اِسی اسمبلی میں شاید اُس کا اُس وقت آپ بھی ممبر تھے۔تو نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب ہمارے وزیر اعلیٰ تھے، باقاعدہ اِس اسمبلی کے اِسی مقدس ایوان میں ایک قرارداد قانونی طور پر پاس کی گئی اور جو ایریا پہلے A ایریا میں cconvert کیئے گئے تھے وہ پورے بلوچستان میں واپس ہوئے، اب تک ہیں۔کسی کے ایک نوٹیفکیشن چیف سیکرٹری کے ایک نوٹیفکیشن پر یہ نہیں ہو سکتے ہیں۔تو اگر چیف سیکرٹری نے ایسی غلطی کی تو کورٹ کے کٹھہرے میں اور یہاں اسمبلی کا یہ ایوان اُن سے پوچھے گا کہ بلوچستان یتیموں کی سرزمین نہیں ہے کہ جس طریقے سے جس کا بھی جی چاہے اپنے طریقے سے قانون بنائے، اپنے طریقے سے اصول بنائے۔امید ہے کہ آپ اِن چیزوں کو بہتر طریقے سے چیف سیکرٹری اور آئی جی کو یہاں رولنگ دے کر بلائیں ہم سب اُن سے مل کر بات ہی کرنی ہے تا کہ ہم مطمئن رہیں اور آپ بھی مطمئن رہیں۔ thank you۔مَیں ابھی اپنی قرارداد پر آتا ہوں اسپیکر صاحب! ایک اہم قرارداد ہے یہ۔

میر اسد اللہ بلوچ: **قرارداد نمبر 9۔** یہ کہ قدرتی گیس بلوچستان کے علاقے سوئی سے 1952ء میں دریافت ہوئی اور 1955ء میں اس کی ترسیل ملک کے دیگر صوبوں کو شروع ہوئی۔اور اس وقت بلوچستان کی قدرتی گیس کی مجموعی پیداوار 56% تھی جس سے پورا ملک استفادہ حاصل کر رہا تھا۔لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ قدرتی گیس بلوچستان

سے دریافت ہوئی ایک طویل عرصہ گزرنے کے باوجود اب تک بلوچستان کے 46 اضلاع میں سے صرف چند اضلاع کو قدرتی گیس کی سہولت میسر ہے۔ جبکہ صوبہ کے دیگر اضلاع کے لوگ اب تک قدرتی گیس جیسی سہولت سے محروم ہیں۔ مزید یہ کہ جن علاقوں کو قدرتی گیس کی سہولت فراہم کی گئی ہے وہاں بھی کم پریشر اور غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کے باعث اِن علاقوں کے لوگ سخت مشکلات کا شکار ہیں۔ واضح رہے کہ آئین کے آرٹیکل 158 کے تحت جس صوبے میں قدرتی گیس کے ذخائر واقع ہوں اِن ذخائر سے ضروریات کو پورا کرنے کے سلسلے میں اُس صوبہ کے پاکستان کے دیگر حصوں میں ترجیح حاصل ہوگی۔ لیکن بدقسمتی سے قدرتی گیس ملک کے دیگر صوبوں کے کونے کونے تک پہنچا دی گئی لیکن بلوچستان کے تمام اضلاع کو تاحال قدرتی گیس کی سہولت سے محروم رکھا گیا ہے۔ آرٹیکل 158 کی صریحاً خلاف ورزی کی جارہی ہے اور دوسری جانب اٹھارہویں آئینی ترمیم کے بعد آئین کے آرٹیکل 172 کلاز 3 کے تحت موجودہ پابندیاں وفرائض کے مطابق معدنی تیل اور قدرتی گیس علاقائی سمندر سے ملحق ہوں، کو اِس صوبے اور باقی حکومت کی مشترکہ وفاقی حکومت کی مشترکہ اور مساوی طور پر تفویض کردیئے جائیں گے لیکن اس حقیقت کے باوجود بلوچستان کے صرف دو فیصد لوگ قدرتی گیس استعمال کررہے ہیں۔ جبکہ باقی صوبے کے تمام لوگ قدرتی گیس جیسی نعمت کی سہولت سے محروم ہیں جو کہ ایک المیہ ہے۔ مزید برآں سندھ اور بلوچستان قدرتی وسائل کے لحاظ سے امیر صوبے ہیں۔ لیکن یہاں کے لوگ قدرتی گیس کے حصول کی بابت بہتر معیارِ زندگی برقرار رکھنے سے محروم ہیں۔ لہٰذا بلوچستان کے عوام کی مشکلات کو مدنظر رکھ کر یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ فوری طور پر وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ بلوچستان کے وہ تمام اضلاع جن میں قدرتی گیس کی سہولت میسر نہیں وہاں فی الفور ایل پی جی پلانٹ لگانے کو یقینی بنائے تاکہ بلوچستان کے غریب عوام قدرتی گیس سے متعلق مشکلات کا ازالہ ممکن ہو۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 9 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

میر اسد اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! یہ ملک فیڈریشن ہے، جس کی چار اکائیاں ہیں اور اِن اکائیوں میں سے سب سے بڑی اکائی آدھا پاکستان وہ بلوچستان ہے۔ بلوچستان وہ سرزمین ہے جس کی بطن اور سینے کے نیچے قدرت نے تمام دولت دی ہے، اِن کو ہم خیر سمجھیں قدرت کی جانب سے تحفہ سمجھیں یہ ہمارے لیے آنے والی نسل کے لیے بہت بڑا اللہ تعالیٰ کا ایک احسان ہے۔ ہم جتنا شکر کریں اتنا ہی کافی ہے، لیکن اِس کے باوجود جو ہماری گیس 52ء سے یہاں نکلی، یہ گیس پہلی دفعہ پنجاب کے کارخانوں تک پہنچ گئی وہاں بڑے بڑے کارخانے چلاتے رہے وہ، اِس کے ساتھ اینٹ کی بھٹیاں چلتی رہیں، اٹھارہ انچ ڈائی کا پپ بیدردی سے پنجاب میں یہ سلسلہ چلتا رہا، وہ کارخانے جہاں سے دو دو لاکھ لوگ نوکریاں کررہے تھے مزدوریاں، ہم اُن مزدوروں کے خلاف نہیں ہیں، ٹھیک، وہ بھٹیاں جہاں سے بڑے پیمانے پر اِسی

گیس سے وہ بڑے ہوٹلز چلتے رہے ملک کے سات سو آٹھ سو کلومیٹر کی range میں یہ گیس گئی اور یہ ڈیرہ بگٹی کی اُس جھونپڑی تک نہیں پہنچی۔ اب تک وہ لکڑی کاٹ رہے ہیں اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اِس جدید ترقی یافتہ دور میں کہیں دنیا میں ایسی مثال نہیں ملتی کہ لوگ لکڑیاں کاٹ کر کھانا پکائیں اپنی زندگی گزاریں، یہ صرف بلوچستان میں یہی جو اپنی ہی گیس سے محروم ہیں اِس وقت، ہم سمجھتے ہیں کہ اس عمل سے جو آئین ملک کا اجازت دے رہا ہے، آئین کو جو quote کیا گیا ہے، جو ہمارے آئین کے جو fundamental rights ہیں اُن کو غصب کیا گیا ہے اُن پر عمل نہیں ہو رہا ہے ہم تو اسمبلی میں بولتے ہیں نشاندہی کرتے ہیں اِس کی، 70 سالوں سے نشاندہی کرتے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے کہ آئین کو پامال کیا جا رہا ہے۔ آئین، کئی سیاسی حکومتیں آئیں، کئی ڈکٹیٹر آئے، باتیں یہی کیں کہ بلوچستان کو اُس کا بنیادی حق ملے گا، آئینی حق ملے گا جو قانون اور آئین کے frame میں رہتے ہوئے بلوچستان کے لوگ پارلیمانی سیاست کر رہے ہیں یہاں آ کر آئین کا وہ حوالہ دے کر اپنی باتیں کر رہے ہیں، آج اِس قرارداد کے حوالے سے اگر بلوچستان کو اُس کے حقوق نہیں مل سکتے ہیں، جو وہ لوگ جو پارلیمانی سیاست سے مایوس ہو چکے ہیں، وہ لوگ جو پارلیمانی سیاست کو اپنے مسائل کا حل نہیں سمجھتے ہیں، وہ یہی کہتے ہیں کہ یہ نمائندہ جماعت نہیں ہے، یہ قانونی طور پر اِن کی اہمیت نہیں ہے، اسلام آباد والے اِن کی بات نہیں سُنتے ہیں وہ تو دور کی بات ہمارے اِس ایوان کی حیثیت یہ ہے کہ چیف سیکرٹری اور آئی جی اسپیکر کی رولنگ دینے کے باوجود بار بار وہ یہاں آنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمارے جو واجبات ہیں وہ 100 سے اُوپر billions جو پیسے ہیں جو مرکز کے پاس ہیں مرکز دینے کے لیے تیار نہیں ہے، بہت سی دفعہ یہ ہوا تھا کہ ہم بجٹ کی پوزیشن میں نہیں تھے، اضافی پیکج ہم نہیں مانگ رہے تھے ہمارے اپنے واجبات 100 billions سے اُوپر وفاق کے پاس ہیں لیکن ابھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ زمیندار بے چارے 40 ارب کے لیے رو رہے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا ہمارے لیے سبق ہے کہ آزاد کشمیر کے لوگوں نے صرف اپنے منگلا ڈیم کی بجلی کے حوالے سے ایک ہو گئے کہ ہمیں اور کچھ نہیں چاہیے بجلی ہمیں آپ مہنگی دے رہے ہیں، یہاں اشیائے خورد و نوش مہنگی، ہمارے پاس جو اپنے واجبات ہیں وہ دے دیں، 23 ارب روپے کشمیر کے فنانس نے یہاں سے shift ہو کر گئے۔ آج بھی ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے اُوپر کوئی احسان نہ کیا جائے، یہی زمیندار جو یہاں بیٹھے ہوئے تھے، lollipop کے بجائے ہماری اپنی گیس کی رائلٹی کے اور مختلف مد میں جو agreement ہوئے تھے بلوچستان گورنمنٹ کے ساتھ، جو ہمارے واجبات ہیں اُن واجبات میں سے زمینداروں کا مسئلہ بھی حل ہو سکتا ہے اور اُن تمام ڈسٹرکٹوں میں LPG گیس لگ سکتی ہے۔ ہمارا پُرزور مطالبہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل (3)172 کے تحت جس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد رضا ربانی نے مزید اِس کی تشریح کی کہ جس صوبے سے جو منرلز نکلتے ہیں، اُس صوبے کے 50% اُس صوبے کو دیا جائے

یہ ہماری آئینی قانونی، جمہوری، سیاسی آواز ہے اور اِس آواز کو اُس وقت تک بولتے رہیں گے جب تک کہ استحصال ،استحصالی نظام،اور استحصال کا جو یہ طریقہ کار اپنایا جار ہا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! کہیں اگر مَیں یہ کہوں کہ ہمیں کالونی کے طور پر deal کیا جارہا ہے تو ہم غلط نہیں ہیں۔کہیں مَیں یہ کہوں کہ نوآبادیاتی طرزِ حکمرانی پر ہم سے deal کیا جارہا ہے اِس پر مَیں غلط نہیں ہوں۔ کیونکہ ہمارے وسائل آئین کی اجازت کے بغیر ہمیں تو نہیں ملے۔آئین نے تو ہمیں اجازت دی ہے آئین نے ہمیں protect کیا ہے،لیکن نہیں مل رہے ہیں یہ ایک سوال ہے۔یہاں چاغی کے حوالے سے جو قرارداد پہلے دوستوں نے پاس کی باتیں ہوئیں، مجھے یاد ہے کہ نواز شریف اُس وقت وزیر اعظم تھا، جب ایٹمی بلاسٹ ہوا وہاں، یہ گیا چاغی کے وہیں اُس نے speech کی کہ چاغی کے لوگ بے تعلیم نہیں ہوسکتے کوئی ایک فرد وہاں speech یہ ہوئی کہ یہاں کے لوگ بے روزگار نہیں ہو سکتے لیکن آج بڑی مدت کے بعد یہاں قرارداد پیش کی گئی اور لوگ بھی بیروزگار ہیں حکمرانوں نے دورِ حکومتوں میں چاہے مارشل لاء تھا، جمہوری حکومت تھی، بلوچستان میں آئے بڑے بڑے وعدے کیئے، جب اُن کا دورِ اقتدار ختم ہوا جناب اسپیکر صاحب! پھر معافی مانگ کے چلے گئے۔ابھی بلوچستان کے عوام بہت تھک چکے ہیں، حالات صحیح نہیں ہیں، ملکی اور بین الاقوامی حالات ہمارے favour میں نہیں ہیں۔ پہلے ہمیں یہاں unity پیدا کرنی ہے ایک قوم کے بنانے کی خاطر ضروری ہے کہ اُس قوم کے اُس صوبے کے جو بنیادی حقوق ہیں اُس اکائی کے بنیادی جو حقوق ہیں کم از کم جو آئینی حقوق ہیں اُن کو دیا جائے۔آئین 47 سے لے کر اب تک آئین بنتے گئے 52 میں 62 میں، سلسلہ چلتا رہا last میں 73ء میں آئین بنایا گیا پھر martial law اُس کے بعد پھر اِس کو ردی کی ٹوکری میں پھینکا گیا، PCO کے تحت ملک کو چلایا گیا ابھی ایک دفعہ پھر democracy کی نواز شریف صاحب بھی ہیں، زرداری صاحب بھی ہیں یہ اٹھارہویں ترمیم کے اپنے کو خالق بھی بولتے ہیں مَیں یہی سمجھتا ہوں، ہمیں بھیک نہیں چاہیے، ہمیں کوئی package نہیں چاہیئے۔ بلوچستان کے غیور عوام کو اُن کا آئینی حق چاہیے اور اِس آئینی حق کے لیے ہم آخری دم تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے اِس اسمبلی کی فلور پر، جمہوری طریقے سے اگر جمہوری طریقے سے ہمیں حق نہیں ملا ہم روڈوں پر بات کریں گے لیکن اپنے حق سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گے۔مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ میں نے قرارداد جو پیش کی ہے یہ صرف ایک ڈسٹرکٹ کی نہیں ہے ایک ڈویژن کی نہیں ہے پورا بلوچستان کے حوالے سے مَیں یہ پیش کررہا ہوں اور اِس کی اہمیت اِتنی زیادہ اِس لیے ہے کہ آئین کے آرٹیکل اور وہ جوشق ہے وہ اِس میں موجود ہے اِس کے حوالے سے ہم نے دیئے۔ اِس کو violation کرنا اچھی بات نہیں ہے۔قراردادیں ہم پیش کرتے ہیں، قراردادوں کی اہمیت ہے۔اگر ہماری قرارداد کی اہمیت اِس ایوان اور اِس عدالت میں نہیں سنی جاتی ہے تو بلوچستان کی عدالت، بلوچستان کے عوام، چاہے چمن سے لے کر گوادر تک وہ عدالت اِس کو آج ہی میری باتوں کے بعد سوشل میڈیا میں یہ چلے گا پوری دُنیا

دیکھے گی، اِس لیے یہ ملک اُس وقت ترقی پر گامزن ہوگا کہ احساس محرومیوں کو ختم کرنے کے لیے اِنصاف کے تقاضے پورے کیے جائیں۔ وسائل کی تقسیم اِنصاف کے تقاضوں کو پورا کر کے کیئے جائیں۔ اگر تلوار چلانی ہے، گولی چلانی ہے، طاقت کا استعمال کرنا ہے، تو ہم افغانستان سے سیکھ لیں۔ افغانستان میں بہت طاقت چلی، NATO آئی، 28 ممالک کی بڑی طاقت تھی، بڑے پیمانے پہ بمباریاں ہوئیں، لاکھوں لوگ مارے گئے، آخر میں dialogue ہوئے افغانستان آج اپنی پوزیشن پر ہے۔ لہٰذا ایسے جو ہمارے آئینی حقوق ہیں میں یہی سمجھتا ہوں کہ اگر مجھے یہ آئینی حقوق اِس فلور پر جو مَیں بات کر رہا ہوں نہیں ملے، دوسرا فلور دوا اور بھی ہیں مَیں اِسی قرارداد کی کاپی لے کے پورے بلوچستان کے عوام بھی سنیں، صحافی حضرات آپ بھی سنیں، مَیں کورٹ جاؤں گا۔ اِس آئین کے آرٹیکل کے حوالے سے۔ کورٹ میں اگر مجھے اِنصاف نہیں ملا تو مَیں اپنے عوام کے ساتھ روڈوں پر نکلوں گا۔ وہاں اگر اِنصاف نہیں ملا تو پھر اُوپر ایک عدالت ہے وہ بہت بڑی عدالت ہے اُس کے کیمرے لگے ہوئے ہیں وہ ضرور مظلوموں کو اُنکا انصاف ایک نہ ایک دن دیگا۔ thank you جناب اسپیکر آپ نے ہمیں سنا۔ بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: thank you۔ thank you جی۔ جی زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میر اسد صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے، حقیقت میں اگر اِس کی اہمیت کو آپ دیکھ لیں یا اِنہوں نے جو تفصیل سے سارے شق اِس میں ڈالے ہوئے ہیں مَیں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی قرارداد عوام کو بھی دیکھنی چاہیے اور خاص کر وفاق کو بھی کہ یہ بہت اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔ اِس سے جڑے ہوئے سوئی سدرن گیس کے یا PPL کے رویے کو دیکھتے ہوئے، حقیقت میں میر اسد صاحب نے جو باتیں کیں مَیں اِس لیے بیٹھا ہوا تھا کہ یہ جو قرارداد ہے مَیں اِس پر کچھ بول سکوں حالانکہ مجھے بھی ایک ضروری کام سے جانا تھا۔ 75 سال یا 77 سال سے ہمارے ملک کو جو ہوئے ہیں اور اِس ملک میں ہم رہتے ہوئے ہمیشہ یہی باتیں کرتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! کہ ہم ملک کو مضبوط دیکھنا چاہتے ہیں اور ملک کو مضبوط دیکھنے کے لیے اکائیوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے اور اُس میں سب سے زیادہ جو رقبے کے لحاظ سے صوبہ ہے، وہ بلوچستان ہے۔ اور رقبے کے ساتھ ساتھ بلوچستان کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ یہاں قدرتی خزانے ہمارے اِتنے موجود ہیں کہ اگر ہم اُن کو بروئے کار لائیں جو ہمارے ساحل و وسائل ہیں تو مَیں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان سے ہم پورے پاکستان کو چلا سکتے ہیں۔ لیکن بدبختی یہ ہے کہ ہماری سوئی سدرن گیس جو 1952ء میں، حقیقت میں بھی یہ 1952 میں نکلی ہے قرارداد میں بھی یہی لکھا ہوا ہے۔ اُس وقت ہماری گیس کو پورے پاکستان تک پنجاب تک پھیلایا گیا، ٹھیک ہے، ہمیں اعتراض نہیں ہمیں خوشی ہے کہ پنجاب کو بھی مل جائے سندھ کو بھی مل جائے، پختونخواہ کو بھی مل جائے، لیکن آئین اور قانون کو دیکھتے ہوئے دُنیا کے جتنے بھی آپ آئینی

تقاضے اُٹھائیں اُن میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جو بھی معدنیات جس بھی حلقے سے نکلتی ہیں جس بھی area سے نکلتی ہیں سب سے پہلے وہاں کے عوام کا اُس پر حق ہے اور یہ ہمارا آئین بھی کہتا ہے، لیکن بلوچستان میں 1952ء سے نکلی ہوئی گیس آج آپ دیکھ لیں بلوچستان کے کس کس ضلع تک پہنچی ہوئی ہے؟ آپ کوئٹہ سے، اپنا ضلع لے لیں قلعہ عبداللہ بالکل border ہے، میرے گاؤں میں گیس نہیں ہے آپ ساتھ والے ضلع کو دیکھیں وہاں نہیں ہے۔ اچھا مَیں سوئی خود گیا ہوں پچھلی گورنمنٹ کی بات ہے جہاں اُن کے کنویں موجود ہیں وہاں سے گیس نکلتی ہے مَیں حقیقت بتاؤں اپنی آنکھوں دیکھا حال، وہاں جھونپڑیوں پر، وہاں کے بگٹی یا وہاں کے مری یا وہاں کے عوام جو رہتے ہیں مَیں نے دیکھا وہاں پر ایگریکلچر کا میں منسٹر تھا، اور میں کچھی کینال کی visit کے لئے گیا تو وہاں میں روکا، جو گیس کی لائنیں گزرتی ہیں اُن کو توڑ کے اُن کے ساتھ steel کا ایک چولہا بنا کے اُس کو جلانے کے لیے یہ لوگ وہ استعمال کرتے تھے، کچی گیس، مطلب اُس میں وہ چولہا بھی نہیں اُن کے پاس وہ خود ہاتھ سے steel کا وہ بنا کے اُس سے وہ لوگ گزارا کرتے ہیں تو کیا یہ کس قانون میں، کس ملک کے، کس قبائلی set-up کے تحت ہمارے قبائلی معاشرہ ہے اس کو دیکھتے ہوئے کون سا اُن کے ساتھ اِنصاف ہے جو اِن لوگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے؟ ہم یہ نہیں کہتے ہیں ہم کہتے ہیں پورا ملک اِس سے آباد ہو، لیکن جب ہمیں percentage دے رہا تھا اور جب 17% کے حساب سے، آج بھی ہم 73 ارب یہ ہمارا قرضہ ہے لیکن جب سندھ میں نکلی تو سندھ کو کون سا حصہ کتنے percentage سے اُن کو مل رہی ہے؟ وہ بھی صحیح ہے چلو ہم مانتے ہیں لیکن یہاں آپ دیکھ لیں کہ اتنا ظلم جو ہو رہا ہے آج تک وہ ہو رہا ہے 50 دفعہ، 50 تو مطلب ایک میں بات کرتا ہوں 5 سے 6 دفعہ ہم نے 6, مہینے میں اِن کے ساتھ میٹنگ کی PPL والے ہیں، کہتے ہیں کہ جی agreement نہیں ہوا ہے۔ ہمیں گیس تو چھوڑ دو چلو قلعہ عبداللہ کو دیتے ہو مستونگ کو دیتے ہو، قلعہ سیف اللہ کو دیتے ہو، نہیں دیتے ہو، وہ تو ظلم چل رہا ہے۔ چلو بلوچستان حکومت کا جو آپ کے پیچھے باقاعدہ ہے اُس کا آپ نے کیا حل نکالا ہے؟ جی 10 سال سے agreement نہیں ہوا ہے agreement میں آپ share مانگتے ہیں share بازار کے مطابق آپ کو ملنا چاہیے اچھا میرے گھر سے گیس نکل رہی ہے میری زمین سے نکل رہی ہے آپ مجھے بازار کے rate سے دے رہے ہیں، جو آپ عام consumer کو پنجاب میں دیتے ہیں، سندھ میں یا پختونخواہ میں دیتے ہیں، وہی میں اُس share کے حساب سے آپ کے ساتھ partnership کروں یہ کون سا انصاف ہے؟ اب پہلے تو مجھ سے لیا کر و اٹھارہویں ترمیم میں میرا حق بنتا ہے، اِس پر میرا قبضہ ہونا چاہیے آپ آ کے میرے ساتھ بیٹھ جائیں ایک agreement کے تحت، مَیں آپ کو گیس دوں گا آپ میری royalties دے دیں اور مجھے profit دے دیں وہ بھی نہیں دے رہے ہو اور 75 ارب روپے جب ہم مانگتے ہیں تو کہتا ہے جی agreement نہیں ہوا ہے agreement ہوگا تو ہم آپ کو payment کریں گے چلو میں

ایک example دیتا ہوں شاید میں غلط ہوں، جب ایک agreement نہیں ہوتا ہے تو آپ یہ 10 سال جو آپ گیس یہاں سے نکال کے لے جاتے ہیں یہ کس agreement کے تحت؟ مطلب 10 سال جو آپ گیس لے کر گئے یہ مفت میں گیا؟ اِس کا کوئی حساب کتاب نہیں ہے؟ اور جو بقا ہے وہ agreement ہونے کے بعد دیں گے تو گیس بند کر دو، گیس کا حق میرے اپنے صوبے کے ہر ضلع کو ملنا چاہیے اُس کو دینا چاہیے، وہ بھی نہیں دیتے ہیں۔ مقصد میرا یہی ہے کہ دیکھوں بلوچستان کے ساتھ ہم اِتنی غربت، ہم چاہتے ہیں کہ جی ہمارے یہاں سارے اِدارے ایک حد تک مفلوج ہیں، کیوں ہیں؟ کیوں کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ آج جب آپ کا بجٹ بن رہا ہے بجٹ میں آپ کے پاس اتنی گنجائش نہیں ہے کہ میں اپنے ضلع میں ایک دس کلو میٹر روڈ بنا سکوں آپ دیکھ لیں۔ کسی کے پاس نہیں ہے دس کلو میٹر روڈ بننے کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ تو کس کے محتاج ہیں ہم این ایف سی کے تحت وہ جو ہمارا حصہ ہے وہ بھی نہیں دے رہے ہیں۔ ہمارے جو قرضے ہیں وہ بھی نہیں دے رہے ہیں پرائم منسٹر صاحب پچھلی دفعہ آئے نصیر آباد میں اسکول کا افتتاح ہوا وہ جو بقایا ہے افتتاح نہیں اُنہوں نے اعلان کیا وہ دانش اسکول جو بن رہے ہیں۔ اعلان وزیر اعظم صاحب کرتے ہیں کہتے ہیں آپ لوگ بنائیں۔ اُس کے بقایاجات جو ابھی تک ہیں پانچ چھ سال کے وہ دس ارب روپے فیڈرل گورنمنٹ جو یہاں آتی ہے وہ جو پرائم منسٹر آتا ہے یا جو president آتا ہے وہ کسی بھی صورت میں کسی بھی پروجیکٹ کا جب اعلان کرتا ہے وہ بلوچستان حکومت بنا کے اُن کے پیچھے بقایاجات ہیں وہ دس ارب روپیہ بقایاجات ہیں وہ بھی نہیں دے رہے ہیں۔ آ کے نام اپنا بناتے ہیں کوئی بھی ہو چاہے وہ کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتا ہے وہ بھی نہیں مل رہا ہے۔ تو پھر ہماری PSDP کیسے بنے گی گیس میں ہمارا حق نہیں ہے، یہ تو حقیقت میں بہت اہم ہے اس طرح کی قرارداد ایک اہمیت رکھتی ہے جس پر ہم سب نے stand لینا ہے۔ ایک مشترکہ قرارداد ہونی چاہیے لیکن آپ حساب کتاب کس طرح کریں گے میں تو یہاں اپنے سارے دوستوں سے یہی کہہ رہا ہوں کہ بھائی سائل وسائل کی جب بات کرتے ہیں اس میں کوئی غلط بات نہیں ہے سائل بھی ہمارا ہے وسائل بھی ہمارے ہیں اس پر اتنا اختیار ہمیں ملنا چاہیے کہ یہاں دو کروڑ آبادی کو ہم اچھی زندگی دے سکیں میں آپ کو گارنٹی سے کہہ سکتا ہوں کہ ابھی آپ پی ایس ڈی پی دیکھ لیں آئے گا یہ نہیں ہے کہ ہم نہیں بنا سکتے، ہم بنا سکتے ہیں لیکن ہمارے پاس گنجائش نہیں ہے میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے بقایاجات دے دیں۔ یہ گیس پلانٹس کے ذریعے ہر ضلع کو ملنا چاہیے کیوں کہ ہم اپنی گیس اگر نہیں پہنچا سکتے ہیں ہمارا وسیع علاقہ ہے ہمارا رقبہ بہت زیادہ ہے۔ تو کم از کم اس کی بنیاد پر تو ہم اپنے لوگوں کو وہ آسائش دے سکتے ہیں وہ آسانی سے دے سکتے ہیں جو اپنے گھر کی زندگی اپنا چولہا تو جلا سکیں لیکن وہ بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ ہمارے ریکوڈک پر کیا ہو رہا ہے ہمارے ساتھ، ہمارے سینڈک پر ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے، ہمارے کرومائیٹ پر ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے، ہماری بجلی کی کیا حالت ہے کیا ہو رہا ہے۔ ہم نہیں بنا سکتے ہیں ہمارے پاس کوئلہ

ہے آج ہمیں اگر آپ اجازت دے دیں ہم تین گرِڈ اسٹیشن اگر بنالیں ایک پشین میں، ایک نصیر آباد میں، ایک خضدار میں بنائیں ہم کیوں کسی کے محتاج ہونگے۔ ہم ہمیشہ فیڈرل کے محتاج ہوتے ہیں آج بجلی نہیں ہے زمیندار لوگ اُدھر بیٹھے ہوئے ہیں۔ سردیاں آتی ہیں تو گیس کی لوڈ شیڈنگ شروع ہوجاتی ہے۔ پی آئی اے میں آپ دیکھ لیں آپ کی کیا پوزیشن ہے۔ میں چھوٹی چھوٹی مثال دیتا ہوں تھوڑا سا time دو تین منٹ لگیں گے۔ آج آپ کو ایک ٹکٹ 55 ہزار کا مل رہا ہے آپ کل چلیں۔ ابھی آپ فون کرلیں مجھے کہتا ہے کہ آپ کہو کہ میں نے اسلام آباد جانا ہے 55 ہزار کا آپ کو کل کا ٹکٹ مل جائے گا۔ کیوں مل رہا ہے کیوں کہ بلوچستان کو اُنہوں نے لاوارث سمجھا ہے۔ یہاں پر Serene Airlines یہاں PIA ایک FlyJinnah جو 55 ہزار کا ٹکٹ دے رہا ہے باقی نہیں آرہی، کیوں نہیں آرہی کہ جی ہمارا بزنس ہے۔ دُنیا میں یہ قانون ہوتا ہے کہ اگر ایک صوبے سے آپ ہزار روپیہ کماتے ہیں تو دوسرے صوبے کو آپ وہ compensation دے دیں، اُن کے لوگوں کو دے دیں۔ آپ کو کوئی آج تین دن آگے آپ جاکے 20 ہزار کا ٹکٹ ملے گا۔ آج ایک دن بعد آپ کو 55 ہزار کا ملے گا۔ Serene میں آپ ٹکٹ لیتے ہیں وہ cancel ہوجاتے ہیں کیوں کہ اُدھر وہ آپ کے حج کی فلائٹ پر اُن کو اچھا بزنس مل رہا ہے یہ کونسا طریقہ ہے؟ آپ تھے ناں اُس نواب اسلم رئیسانی صاحب کی گورنمنٹ میں ہم نے نہیں کہا کہ اس airport کو بند کردو کوئی جہاز نہ آجائیں؟ چلو ہم ویسے ہی بائی روڈ سفر کرتے رہیں گے۔ دو دن بند کرلیں ہمارے لیے تو بزنس اس طرح مت کریں۔ آپ بلوچستان کے عوام کے خون چوس رہے ہیں۔ پی آئی اے والے بھی چوس رہے ہیں ریلوے والے بھی چوس رہے ہیں واپڈا والے بھی چوس رہے ہیں یہ ہمارے جو پی پی ایل والے ہیں یہ بھی چوس رہے ہیں۔ بھائی اٹھارہویں ترمیم نے ہمیں فائدے کی بجائے نقصان پہنچایا جو اصل محکمے ہیں اُنہوں نے اپنے پاس رکھے ہیں۔ جو فائدے والے ہیں جو نقصان والے ہیں وہ ہمارے گلے میں ڈال دیے۔ جو زیادہ نوکریاں تھیں جو سٹاف تھا وہ ہمارے گلے میں ڈال دیا ہے ہم اُن کو تنخواہیں نہیں دے سکتے۔ تو یہ جو اس طرح کی قراردادیں ہوتی ہیں اس کا مقصد یہی ہے کہ ہم سب مل کے فیڈرل سے اپنے حق کی بات کریں۔ ہم خدانخواستہ کوئی وہ بات نہیں کرتے ہیں کہ جی بلوچستان ایک علیحدہ ملک ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ بلوچستان مضبوط ہوگا۔ آپ کو حقیقت کہہ رہے ہیں انصاف کے تقاضے پورے ہوجائیں یہ پاکستان مضبوط ہوگا۔ کبھی بھی پاکستان کمزور نہیں ہوگا۔ تو اس بنیاد پر میں کہتا ہوں کہ اسکو سارے دوستوں کو اِس کی حمایت کرنی چاہیے۔ اور میر اسد صاحب! جب آپ روڈز پر آجائیں گے تو انشاءاللہ ہم آپ کے ساتھ ہونگے آپ جو بھی کہیں گے ہم اُسی طرح کریں گے اور اس حق کے لیے لڑنا چاہیے حق لانا چاہیے۔ اپنی پی ایس ڈی پی کو مضبوط کرنا چاہیے۔ اپنے حق جو ہمارے روڈز ہیں سارے جو developments کے کام ہیں وہ اسی بنیاد پر مضبوط ہوگا جب ہم اپنا حق لے لیں گے۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: thank you جناب۔اب وہ منسٹر صاحب بولنا چاہتے ہیں اس قرارداد کے اُوپر۔

حاجی نور محمد دمڑ (وزیر خوراک): جناب اسپیکر! بولنا چاہتا ہوں اسکے بعد پھر ہم چلے جائیں گے۔اجازت ہے؟

جناب اسپیکر: جی، جی آپ بولیں۔

وزیر خوراک: شکریہ جناب اسپیکر۔سب سے پہلے آج جو قرارداد اسد بھائی کی طرف سے پیش ہوئی ہے یقیناً اس کی تو ہم مکمل حمایت کرتے ہیں۔اور ساتھ ساتھ اس پر بولنے سے پہلے جناب اسپیکر! مجھے آج ایوان میں ایک اچھی چیز دیکھنے کو ملی۔ یقیناً ابھی اِس پر ہم جب بحث کرنے جارہے ہیں اور دل بھی نہیں کرتا ہے کہ ہم بحث کریں۔وہ اس لیے کہ شاید آپ دوستوں نے محسوس کیا، آپ نے میرے خیال میں محسوس نہیں کیا، میں نے تو محسوس کیا۔اِس سے پہلے جو قرارداد پیش ہوئی اس قرارداد پر ہم سب نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ہر ایک نے اپنا اپنا نقطہ نظر پیش کیا۔تو آخر میں ایک ممبر صاحب نے یہاں آکے کھڑے ہوکر بولنے لگے یہاں جتنی بھی باتیں ہوئیں، یہ ساری X باتیں ہیں۔تو مجھے اُمید یہ تھی کہ یہاں سے ایوان سے کوئی اُٹھ کے کھڑا ہو جائے گا، اُس کو سمجھا دیں گے کہ بھائی جان! یہ باتیں جو آپ کر رہے ہیں ''فضول باتوں کی'' شاید آپ غلط فہمی میں ہیں۔تو اِدھر سے بھی کسی نے اُنکو نہیں کہا بلکہ اُلٹا۔۔۔(مداخلت) نہیں، آپ نے تو کہہ دیا۔ظاہری بات ہے کہ اُس نے اشارہ بھی آپ کی طرف کیا۔تو آپ سے پہلے کسی اور کو کم سے کم XX کرنی چاہیے تھی کہ یہ ہم سب نے یہاں جو باتیں کیں، کیا ہم سارے XXX۔ پھر ہم ابھی جس قرارداد پر بحث کرنے جارہے ہیں۔تو یہ ہماری باتیں پھر X ہونگی، ایک بندہ کھڑا ہو جائے گا ہماری باتوں کو X کہہ دیگا۔تو پھر مجھے یہ اُمید تھی کہ اُس شخص نے تو یہ کہہ دیا۔وہ اپنے آپ کو عقلِ کُل سمجھتے ہیں، باقیوں کو میرے خیال میں وہ سارے X سمجھتے ہیں۔ابھی تو نکل گیا۔میں تو چاہتا تھا کہ اُن کے سامنے یہ بات ہم کرلیں۔تو پھر مجھے اُمید یہ تھی کہ اسپیکر صاحب کی طرف سے اُن کو یہ نوٹس مل جائے کہ جناب آپ نے جو باتیں کیں یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں یہ مناسب نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: اگر وہ غیر پارلیمانی الفاظ تھے تو اُن کو حذف کیا جاتا ہے۔میرے خیال میں اُنہوں نے کہا تھا کہ یہ قرارداد کے بغیر جو extra باتیں ہم اُس میں include کرتے ہیں۔

وزیر خوراک: نہیں سر! یہاں پر اُس نے کہا کہ یہاں جس جس شخص نے بھی اِس قرارداد پر باتیں کیں اور یہ غیر ضروری باتیں ہیں، یہ قرارداد اِتنی اہمیت کی حامل ہے اِس پر کسی نے بھی اپنے input نہیں دینا تھا۔اور اگر کسی نے بھی کچھ بولنا تھا تو وہ سب نے اِس قرارداد کے حق میں بولنا تھا۔ٹھیک ہے قرارداد ہم سب نے۔۔۔

جناب اسپیکر: آرڈر آرڈر۔پلیز آرڈر سنیں سنیں۔

وزیر خوراک: جناب اسپیکر! قرارداد ہمارے بھائیوں نے پیش کی تھی، ہم نے اُن کو مان لیا، ہم نے اُس قرارداد کی

حمایت کی یہ اہم قرارداد تھی۔ اور اُس پر عملدرآمد ہوتا یا نہیں ہوتا وہ ایک الگ بات ہے۔ ہمارے منتخب نمائندے ہیں، اِنہوں نے اپنے علاقوں کو کچھ دکھانا تھا، اپنے ووٹروں کو مطمئن کرنا تھا۔ بس وہ اِتنا ہی کرسکے وہ تو اُنہوں نے کردیا۔ باقی گورنمنٹ کا کام ہے کہ اِس پر عملدرآمد کرے گی یا نہیں۔ لیکن یہ جو ہمارے دوست نے باتیں کیں، یہ یقیناً ناقابلِ برداشت باتیں تھیں، وہ جس کی طرف بھی اشارہ کرتے تھے، تو یہ مناسب نہیں ہے۔ باقی یہ ہر کسی کا اپنا حق ہے۔ جمہوریت ہے۔ ہر کوئی نہیں جانتا ہے اور اپنے نقطہ نظر ہر کوئی پیش کرسکتا ہے۔ لیکن یہ باتیں جو اِنہوں نے کیں کہ یہ XXXXX میرے خیال میں اس کو حذف کیا جائے اور ساتھ ساتھ اس طرح کے غیر پارلیمانی الفاظ آئندہ کے لیے اگر کسی نے بھی کیے تو میرے خیال میں پھر ہم cross talk میں جائیں گے پھر یہاں بحث ومباحثہ ہوگا۔ میں نے اُس وقت اس لیے برداشت کی کہ میں نے کہا ابھی مناسب نہیں ہے، کوئی اور کھڑا ہوجائے گا کیوں کہ میں نے اُس وقت تقریر کی میں نے اپنی بات تو کرلی تھی۔ تو میں نے کہا کوئی اور دوست جو اُن کے قریبی دوست ہے، وہ اُٹھ کر کھڑا ہوجائے اور اُس کی نشاندہی کرلیں گے۔ لیکن شاید پتہ نہیں وہ اپنے XXXXXXXX۔ لیکن اس طرح باتیں اُن کو کرنی نہیں چاہیے تھیں۔

جناب اسپیکر: بیٹھیں بیٹھیں۔

وزیر خوراک: تو اس طرح کی باتیں نہیں کرنی چاہیے تھیں۔

جناب اسپیکر: بیٹھے میں بتاتا ہوں، آپ بیٹھ جائیں میں بتاتا ہوں۔

وزیر خوراک: ابھی تو سارے active ہوگئے۔

جناب اسپیکر: نور محمد صاحب! ایک منٹ۔

وزیر خوراک: ابھی تو سارے متحرک ہوگئے۔۔ (مداخلت۔شور)۔

جناب اسپیکر: آپ بیٹھیں زاہد علی، ریکی صاحب آپ بیٹھیں، میں بتاتا ہوں آپ لوگ تشریف رکھیں پلیز۔

وزیر خوراک: کیوں بھئی سب کو XXX۔ اُس وقت کسی میں اتنی جرات نہیں تھی اُس نے سب کو چیلنج کیا صرف مجھے نہیں صرف انجینئر زمرک خان کو نہیں۔ اُس نے سب کو چیلنج کیا کہ یہاں جتنی بھی اس قرارداد پر بحث ہوئی، ساری XXX جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: آگے بڑھیں پلیز آگے بڑھیں.

وزیر خوراک: باقی جو، ابھی آج کی جو قرارداد ہے اسد بھائی کی یقیناً ہم اس کی حمایت کرتے ہیں قرارداد بڑی اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔

جناب اسپیکر: .Please order in the House ڈائریکٹ چیئر کو مخاطب کریں پلیز۔

وزیرخوراک: قرارداد قدرتی گیس کے حوالے سے ہے۔ یقیناً بلوچستان ایک پسماندہ صوبہ ہے، اور قدرتی وسائل

☆ بحکم جناب اسپیکرغیرپارلیمانی االفاظ x xxxxx.xxxxx .xxxxxxx کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

سے مالا مال صوبہ ہے۔ اور ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ سب کچھ رکھنے کے باوجود بھی ہم غریب صوبہ ہیں اور دربدر صوبہ ہے ہر حوالے سے پسماندہ صوبہ ہے۔ تو ایک طرف ہمیں کہا جا رہا ہے کہ بلوچستان دَربدر صوبہ ہے، اور دوسری طرف ہمارے جو وسائل ہیں ہمیں اپنے ہی وسائل نہیں مل رہے ہیں۔ اور اپنے اتنی لامحدود وسائل کے باوجود بھی ہمارا صوبہ ہر طرف سے پسماندگی کا شکار ہے۔ تو گیس کے حوالے سے، گیس یقیناً ایک ایسی نعمت ہے، قدرتی نعمت ہے، ہمارے صوبے سے نکل رہی ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ گیس جہاں سے نکل رہی ہے اس ضلعے کو ابھی تک نہیں ملی۔ میں اپنے علاقے کا ذکر کرتا ہوں میرے علاقہ زرغون غر شابان بھی میرے حلقے میں شمار ہوتا ہے۔ تو وہاں سے بھی ماڑی گیس نکل رہی ہے لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہاں ابھی تک زرغون غر کو گیس میسر نہیں ہے۔ ماڑی گیس کمپنی تک وہاں پر روڈ تو بنا ہے، وہاں پر جتنے بھی ملازمین ہیں وہ بھی سارے باہر کے ہیں۔ تو وہاں کے لوگوں کو یہ حق بھی حاصل نہیں ہے کہ وہ ماری گیس کمپنی کے اندر کام کریں۔ گیس ملنی تو دُور کی بات ہے۔ وسری طرف ہمارے ضلع زیارت کو گیس مل رہی ہے لیکن نہ ہونے کے برابر ہے وہ صرف برائے نام لائن تو بچھائی گئی ہے۔ لیکن پریشر کا بھی کبھی بھی آپ لوگ سارے زیارت گئے ہوں گے، تو زیارت میں کسی نے بھی گیس دیکھی ہی نہیں ہوگی۔ اور دوسری طرف یہ ہے کہ یہی گیس اگر آپ جا کے ملتان میں یا اسلام آباد میں یا فیصل آباد میں آپ اُن کے ٹرائی کر لیں۔ مجھے پچھلی سال میرے ووٹر نے مجھے ملتان سے ایک ویڈیو بھیجی، کہتے ہیں کہ ہم تو گیس نہ ہونے کی وجہ سے migrate ہو کر کے ملتان آ گئے۔ کیونکہ وہاں موسم ناقابل برداشت ہے اس موسم میں ہم اس وقت گزارا نہیں کر سکتے۔ گیس ہے ہی نہیں وہاں لکڑی جلانے پر پابندی ہے۔ ہم جونیپر فارسٹ کو کاٹ نہیں سکتے ۔ اور وہاں ہمیں ہر وقت یہی کہا جا رہا ہے کہ گیس پریشر نہیں ہے۔ تو ابھی میں ملتان میں بیٹھا ہوں، یہ ہے گیس پریشر کی ویڈیو آپ دیکھ لیں۔ یہاں گیس پریشر اتنا زیادہ ہے کہ ہم پوری گیس چھوڑ نہیں سکتے اور کمرہ یکدم اس سے گرم کر کے پھر ہمیں بند کرنا پڑتا ہے۔ جناب اسپیکر! یقیناً ظلم ہو رہا ہے زیادتی ہو رہی ہے۔ میرے ضلع جو کہ فارسٹ میں ایشیاء میں سب سے بڑا جونیپر فارسٹ ہے اور پھر میرے حلقے سے گیس بھی نہیں نکل رہی ہے۔ اُس کے باوجود بھی میرے حلقے کو even وہاں جس گاؤں سے جس یونین سے یہ گیس نکل رہی ہے وہاں بھی گیس اُن لوگوں کو نہیں ملی ہے۔ تو یہ قرارداد میرے خیال میں مشترکہ قرارداد ہونی چاہیے، اور ہمیں، ہم تو ہر وقت یہی کہتے چلے آ رہے ہیں پچھلے سال بھی پچھلے tenure میں بھی ہم نے کئی باتیں اس طرح کی کیں لیکن ان پر عملدرآمد جو نہیں ہو رہا ہے، اس کے لیے ہمیں ایک لائحہ عمل بنانا چاہیے۔ کہ ہم جا کے مرکز کے سامنے بیٹھ جائیں، اور اُن سے ہم درخواست کریں کہ کم سے کم ہم بھی اس ملک

کے لوگ ہیں۔ یہ صوبہ بھی فیڈریشن کی ایک یونٹ ہے اور ظاہر سی بات اس طرح اگر حرکات ہو رہے ہیں تو احساس محرومی آہستہ آہستہ بڑھتا جائے گا تو پھر یہ فیڈریشن اس طرح مضبوط جس طرح ہمارے دوستوں نے کہا پھر فیڈریشن اس طرح مضبوط نہیں رہے گا۔ تو اس ملک کے لیے اور اس فیڈریشن کے لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ یہاں کم سے کم equality ہو، انصاف ہو، اور ہمارے وسائل پر ہمارا اختیار ہو، اور کم سے کم ٹھیک ہے یہ شیئر پنجاب کو بھی ملنا چاہیے فیڈریشن کو بھی دینا چاہیے مرکز کو بھی۔ لیکن یہ ہے سب سے پہلے ہمارا حق بنتا ہے جب تک ہم اپنے وسائل سے خود مستفید نہیں ہیں تو پھر دوسرے کو دینے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارے وسائل ہمارے گھر کے سامنے سے نکل رہے ہیں۔ لیکن اُن پر ہمیں اختیار نہیں ہے اختیار تو چھوڑو کم سے کم ہمیں تو مستفید تو ہونا چاہیے اُن وسائل سے۔ تو جناب اسپیکر! اس قرارداد کی ہم مکمل حمایت کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ اسد بھائی کی نہیں یہ قرارداد مشترکہ قرارداد بنا کے پاس کرنی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you۔ اچھا! وہ جو میں آپ لوگوں کو clear کردوں آپ کو Honorable Minister for P&D ظہور احمد بلیدی صاحب نے یہ کہا تھا کہ یہ جو پہلی قرارداد ہے اُس کے اوپر اگر آپ اِس قرارداد سے متعلق صرف بولتے ہیں تو سب ok ہے۔ لیکن آپ لوگ اُس میں time ضائع کرتے ہیں۔ قرارداد کچھ اور ہوتی ہے۔ آنریبل ممبرز اُسکے اندر discussion کچھ اور کرتے ہیں۔ اگر اُس کی نیت جو بھی ہے۔ اگر اُس نے اِس نیت سے کہا ہے کہ یہ قرارداد فضول باتیں کرتے ہیں تو یہ قابل مذمت بھی ہے اور وہ الفاظ ہم حذف کرتے ہیں۔ اور اُنکا اشارہ اس بارے ہمارے ٹریژری بنچز کے ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں وہ انشاءاللہ convey بھی کردیں گے اُن کو یہ بات۔ جی ملک نعیم بازئی صاحب، سر! پلیز۔

جناب ملک نعیم احمد بازئی: شکریہ اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی اِس طرح نہیں ہوتی قرارداد۔ اچھا ایک منٹ آپ بیٹھیں۔ اسد صاحب! کورم کیلئے order please، مہربانی کرکے آنریبل ممبرز پلیز۔ کورم پورا کرنے کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلے میں کورم کی گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب اسپیکر: جی جی جائیں گے وہ کمیٹی، نور محمد دمڑ صاحب کو میں نے بتایا ہے اُن کے ساتھ ممبرز جائیں گے، آپ کے اپوزیشن لیڈر اُن کا حصہ تھے، .He is no more here اب دیکھیں یہ آپ کا تو پھر آپ کہتے ہیں کہ وہ اُن کے ساتھ نہیں جانا چاہیے پھر۔ اچھا! نور محمد دمڑ صاحب! اگر یہاں اسفندیار کاکڑ صاحب اگر ہیں، دستگیر بادینی صاحب! آپ تینوں اگر چلے جائیں، یہ لوگ جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں اُن سے آپ بات کریں۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس مورخہ 20 مئی 2024ء بوقت صبح 11:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس سہ پہر 03 بجکر 25 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆